هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

ایڈیٹر:- میر قاسم علی احمدی

شرح چندہ

سالانہ صہ/ - ششماہی عہ/ - سہ ماہی ... - بیرون ہند ...

مینیجر:- رشید احمد خان احمدی

قیمت فی پرچہ ا/

تاریخہائے اشاعت:- ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۲ رجب ۱۳۵۹ھ مطابق ۷ ماہ ظہور ۱۳۱۹ھش مطابق ۷ اگست ۱۹۴۰ء | نمبر ۲۹

دارالامان کا ہفتہ

(۱) ۳ ظہور / ۳ اگست سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سوا گیارہ بجے کی ٹرین سے معہ حرم ثالث سیدہ ام وسیم احمدؐ اور چند صاحبزادگان لاہور تشریف لے گئے۔ مقامی امیر حضرت مولوی شیر علی صاحب کو مقرر فرمایا۔

(۲) سیدۃ النساء حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کو درد شکم اور اسہال کی تکلیف ہے۔ احباب ممدوحہ کی صحت و درازئ عمر کے لئے دعا فرماویں۔

(۳) محترم مفتی محمد صادق صاحب کو بندش پیشاب کا پھر دورہ ہو گیا ہے۔ مفتی صاحب کی صحت کے لئے دعا فرماویں۔

(۴) ہفتہ زیر اشاعت میں خوب بارش ہوئی اور ہو رہی ہے۔

وفات

نہایت رنج سے یہ خبر لکھی جاتی ہے۔ کہ سلسلہ کے مخلص بزرگ ابو عبید اللہ حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی سلمہ اللہ کی آٹھویں اہلیہ صاحبہ بعمر تقریباً ۳۵ سال بعارضہ درد شکم وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مفصل آئندہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۴۰ء

تمام بچوں۔ بوڑھوں اور نوجوانوں کا بغیر کسی استثنیٰ کے قادیان میں منظم ہو جانا لازمی ہے

فرمودہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

(مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کے متعلق

ایک دعا

کی تھی۔ جس کا قرآن کریم میں ذکر آتا ہے۔ اور وہ دعا یہ تھی۔ کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ (البقرہ ع ۱۵) اے میرے رب! تو ان میں ایک نبی مبعوث فرما۔ جس کا کام یہ ہو۔ کہ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وہ تیری آیتیں انہیں پڑھ کر سنائے۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اور شریعت کے احکام اور ان کی حکمتیں انہیں سمجھائے۔ وَيُزَكِّيْهِمْ۔ اور انہیں پاک کرے۔ یا يُزَكِّيْهِمْ کے دوسرے معنوں کے مطابق انہیں ادنےٰ حالتوں سے ترقی دیتے دیتے اعلےٰ مقامات تک پہنچا دے۔

یہ دعا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی ہے

اس کے بالمقابل انہوں نے اپنی اولاد کے متعلق ایک عام دعا بھی کی ہے۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ کے بعض احکام کی انہوں نے فرمانبرداری کی۔ اور اللہ تعالےٰ نے ان کی اس خدمت کو قبول کیا۔ اور فرمایا۔ کہ ہم تم کو امام بناتے ہیں۔ تو اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا کی خبر سننے کے بعد انہوں نے فرمایا۔ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ (البقرہ ع ۱۵) میری امامت تو میرے زمانہ کے لوگوں تک ختم ہو جائے گی۔ لیکن دنیا تو اماموں کی ہمیشہ محتاج رہے گی۔ اور جب

دنیا ہمیشہ اماموں کی محتاج

رہے گی۔ تو اے خدا میری ذریت میں سے بھی امام مقرر کئے جائیں۔

گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس امر کو تسلیم کیا ہے۔ کہ کوئی نبی ہمیشہ ہمیش کے لئے دنیا کے لئے رہبر نہیں رہ سکتا۔ بلکہ بار بار خدا تعالیٰ کی طرف سے امام آنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اب ایک طرف وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

بار بار امام آنے کی ضرورت

کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس کے مطابق اپنی اولاد میں سے متواتر امام بنائے جانے کی درخواست کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف مکہ سے تعلق رکھنے والے سلسلہ کے متعلق یوں دعا فرماتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ۔ کہ اے میرے رب۔ ان میں ایک رسول بھیج۔ اب سوال یہ ہوتا ہے۔ کہ یہاں انہوں نے صرف ایک رسول مبعوث کئے جانے کی کیوں دعا کی۔ جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خود یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ایک رسول کافی نہیں ہوتا۔ بلکہ دنیا ہمیشہ رسولوں کی محتاج رہتی ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ میری امامت کبھی اچھے نتیجے نہیں پیدا کر سکتی۔ جب تک میری اولاد میں سے بھی امام نہ ہوں۔ اور جب تک ہدایت کا وہ بیج جو میرے ہاتھوں سے بویا جائے۔ اس کا بعد میں بھی نشوونما نہ ہوتا رہے۔ میں تو امام ہو گیا۔ لیکن اگر بعد میں دنیا گمراہ ہو گئی۔ تو میری امامت کیا نتیجہ پیدا کرے گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آپ کی ذریت سے تعلق رکھنے والے اماموں میں سے ایک امام ہیں۔ ان کے متعلق بھی قرآن کریم میں ذکر آتا ہے۔ کہ

قیامت کے دن

جب خدا تعالیٰ ان سے پوچھے گا۔ کہ تیری قوم جس شرک میں مبتلا ہوئی۔ کیا اسکی تو نے لوگوں کو تعلیم دی تھی۔ اور کیا تو نے یہ کہا تھا۔ کہ میری اور والدہ کی پرستش کرو۔ تو اس کے جواب میں وہ کہیں گے۔ وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم (المائدہ پ ۷ ع ۱۶) کہ جب تک میں ان میں رہا ان کی نگرانی کرتا رہا۔ مگر جب مجھے وفات دیدی گئی۔ تو حضور پھر میں کیا کر سکتا تھا۔ اور مجھے کیونکر معلوم ہو سکتا تھا۔ کہ میری قوم بگڑ گئی ہے۔ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی یہ امر تسلیم کرتے ہیں کہ

نبی کا اثر ایک عرصہ تک

ہی چلتا ہے۔ اس کے بعد اگر قوم بگڑ جاتی ہے۔ تو کنت انت الرقیب علیہم۔ خدا تعالیٰ کو ان کی ہدایت کا کوئی اور سامان کرنا پڑتا ہے۔ یہ بھی تصدیق ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کی۔ کہ و من ذریتی یعنی میری ذریت میں سے بھی ایسے لوگ ہونے چاہئیں۔ ورنہ دنیا کی ہدایت قائم نہیں رہ سکتی۔

تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بیان ایک اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا دونوں۔ یہ اس بات کے شاہد ہیں۔ جو قرآن کریم میں بیان ہوئی۔ کہ دنیا میں ہدایت کے قیام کے لئے متواتر اماموں کا ہونا ضروری ہے۔ جب متواتر اماموں کا ہونا ضروری ہے۔ اور اس کے بغیر ہدایت قائم نہیں رہ سکتی۔ تو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کے کیا معنی ہوئے۔ کہ ربنا وابعث فیہم رسولاً منہم۔ اے میرے رب ان میں

ایک رسول

بھیج۔ پھر تو انہیں یہ دعا مانگنی چاہیئے تھی۔ کہ ربنا وابعث فیہم رسلاً منہم یتلون علیہم آیاتک ویعلمونہم الکتاب والحکمۃ ویزکونہم۔ کہ اے میرے رب ان میں بہت سے انبیاء بھیجو۔ جو تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر انہیں سنائیں۔ اور تیری شریعت کے احکام اور ان کی حکمتیں انہیں بتائیں۔ اور انہیں اپنی قوت قدسیہ سے پاک کرتے رہیں۔ مگر وہ تو یہی دعا کرتے ہیں۔ کہ ربنا وابعث فیہم رسولاً منہم۔ اے میرے رب۔ ان میں ایک رسول بھیج۔ یتلوا علیہم آیاتک وہ تیری آیتیں پڑھے۔ نہ کہ پڑھیں۔ ویعلمہم الکتاب والحکمۃ اور وہ ان کو کتاب اور حکمت سکھائے نہ کہ سکھائیں۔ ویزکیہم اور وہ ان کو پاک کرے۔ نہ کہ پاک کریں۔ مگر خود وہی دوسرے موقعہ پر

دعا کے ذریعہ

اس امر کا اقرار کر چکے ہیں۔ کہ میری نبوت کافی نہیں ہو سکتی۔ جب تک میری اولاد میں سے بھی انبیاء نہ ہوں۔ اور جب تک نبیوں کا ایک لمبا سلسلہ دنیا میں قائم نہ ہو۔ اس ضرورت کو تسلیم کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ کیوں دعا کی۔ کہ ان میں ایک نبی مبعوث کیجیو۔ یہ ایک سوال ہے۔ جس کو اگر ہم قرآن کریم سے ہی حل نہ کر سکیں۔ تو

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر خطرناک الزام

آتا ہے۔ کہ انہوں نے ایک ایسی دعا کی۔ جس سے دنیا کو ہدایت کامل نہیں مل سکتی تھی۔ اور دنیا کے لئے نور کا ایک رستہ کھولتے ہوئے انہوں نے اسے معاً بند کر دیا۔ یہ تو کہا جا سکتا تھا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذہن آگے کی طرف گیا ہی نہیں۔ انہوں نے صرف یہ چاہا۔ کہ میرے بعد ایک نبی آجائے۔ اور آئندہ کے متعلق وہ خود دعا کرتا رہے۔ مگر

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوسری دعا

نے بتا دیا۔ کہ ان کے دل میں یہ خیال آیا۔ اور انہوں نے اس کے متعلق دعا بھی کی۔ چنانچہ فرمایا۔ و من ذریتی۔ کہ میری اولاد میں سے بھی ائمہ ہوتے رہیں تو یہ کہنا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے بعد کے زمانہ کی ضروریات کی طرف ذہن ہی نہیں گیا۔ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ ان کی دوسری دعا نے بتا دیا۔ کہ انہیں قیامت تک لوگوں کی ہدایت کا خیال تھا۔ اور جب انہیں اس امر کا خیال تھا۔ اور وہ سمجھتے تھے۔ کہ ائمہ کا ہمیشہ آتے رہنا ضروری ہے۔ تو پھر اس دعا پر انہوں نے کیوں کفایت کی۔ کہ خدایا ان میں ایک رسول بھیج۔ جو انہیں تیری آیات پڑھ پڑھ کر سنائے۔ انہیں کتاب اور حکمت سکھائے۔ اور انہیں پاک کرے۔ اس

سوال کا جواب

ہمیں قرآن کریم سے ہی معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ سورۂ جمعہ میں اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ یسبح للہ ما فی السموات وما فی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منہم یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ۔ یہ وہی الفاظ ہیں۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کرتے ہوئے استعمال کئے تھے۔ فرماتا ہے۔ وہ خدا

بڑی بلند شان والا

ہے۔ جس نے ابراہیم ؑ کی دعا کو سنکر امیین میں اپنا رسول مبعوث کیا۔ یتلوا علیہم آیاتہ وہ ان کو اسکی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا ہے۔ ویزکیہم اور ان کو پاک کرتا ہے۔ ویعلمہم الکتاب والحکمۃ اور ان کو آسمانی کتاب سمجھاتا اور شرائع کی باریک در باریک حکمتیں بتاتا ہے۔

یہ بتا کر کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول ہو گئی۔ اور اب اس

اعتراض کا ازالہ

کرتا ہے۔ جو بعض طبائع میں پیدا ہوتا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا نامکمل ہے۔ کیونکہ جہاں اپنی اولاد کے متعلق عام دعا انہوں نے یہ کی تھی۔ کہ ان میں متواتر رسول آتے رہیں۔ وہاں مکہ والوں کے متعلق انہوں نے صرف یہ دعا کی۔ کہ ان میں سے ایک رسول مبعوث ہو۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ وآخرین منہم لما یلحقوا بہم ان دعاؤں میں بے شک

ایک فرق

ہے۔ مگر اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ ابراہیمی اولاد کے بعض حصوں میں ایسے نبی آنے تھے۔ جنہوں نے اپنی ذات میں مستقل ہونا تھا۔ مگر ابراہیم ؑ نے مکہ والوں کے متعلق جو دعا کی۔ وہ صرف ایسے رسول کے متعلق تھی۔ جس نے ایک ہی رہنا تھا۔ اور جس کے متعلق یہ مقدر تھا۔ کہ آئندہ دنیا میں ہمیشہ اس کے اظلال و اتباع پیدا ہوتے رہیں۔

پس چونکہ یہ خدا کا فیصلہ تھا۔ کہ اس رسول نے بار بار متبع اظلال کے ذریعہ دنیا میں ظاہر ہوتے رہنا ہے۔ اس لئے بالفاظ دیگر اماموں کا سلسلہ بھی ہمیشہ قائم رہنا تھا۔ اور رسول بھی ایک ہی رہنا تھا۔ کیونکہ ان کی امامت اور رسالت جداگانہ نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت و رسالت میں شامل ہوتی تھی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس دعا کے نتیجہ میں چونکہ ایک ایسا رسول آنا مقدر تھا۔ جس نے بار بار اپنے اظلال کے ذریعہ دنیا میں آنا تھا۔ اس لئے رسلاً کہنے کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ رسولاً ہی کہنا چاہیئے تھا۔ تو آخرین منہم لما یلحقوا بہم میں اس اعتراض کا جواب دے دیا گیا ہے۔ کہ جہاں انہوں نے اپنی اولاد کے متعلق عام دعا کی۔ وہاں تو ان میں بار بار رسول اور امام بھیجنے کی التجا کی۔ مگر جہاں مکہ والوں کے متعلق خاص طور پر دعا کی۔ تو وہاں صرف ایک رسول بھیجنے کی دعا کر دی۔ اس

اعتراض کا جواب

اللہ تعالیٰ نے یہ دیا ہے۔ کہ بے شک مکہ والوں کے متعلق انہوں نے بھی دعا کی تھی۔ کہ ان میں ایک رسول آئے۔ مگر اسکی وجہ یہ تھی۔ کہ یہ رسول ایسا کامل تھا۔ کہ اس پر اس قسم کی موت آ ہی نہیں سکتی تھی۔ کہ اسکی تعلیم کا اثر لوگوں کی طبائع پر سے کلیۃً جاتا رہے۔ بلکہ مقدر یہ تھا۔ کہ جب بھی طبعی طور پر یہ اثر جاتا رہے گا۔ خدا اسی رسول کو دوبارہ مبعوث کر دے گا۔ اور چونکہ اس رسول نے اپنے متبع اظلال کے ذریعہ بار بار دنیا میں آنا تھا۔ اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہت سے رسول مانگنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ غرض اللہ تعالیٰ نے بتا دیا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ دعا کی تھی۔ کہ ربنا وابعث فیہم رسولاً منہم تو اس رسولاً منہم سے مراد خاتم النبیین تھا۔ اور چونکہ خاتم النبیین کی نبوت میں بعد میں آنیوالے تمام نبیوں اور رسولوں کی نبوت شامل تھی۔ اس لئے یہ ضرورت ہی نہ تھی۔ کہ رسولاً منہم کی بجائے رسلاً منہم کہا جاتا۔ پس ہمیں اس آیت سے یہ نکتہ معلوم ہوا۔ کہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت

اپنی ذات میں ہی بعد میں آنے والے رسولوں اور اماموں کی خبر دیتی تھی۔ آپ کے علاوہ دنیا میں اور کوئی ایسا رسول نہیں۔ جو اپنی ذات میں آنے والے انبیاء کی خبر دیتا ہو۔ موسیٰ ؑ کا نفس اپنی ذات میں منفرد تھا۔ داؤد ؑ کا نفس اپنی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ذات میں منفرد تھا۔ اسی طرح اور انبیاء کے نفوس اپنی اپنی ذات میں منفرد تھے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد انبیاء آئے۔ مگر وہ ان کے ظل نہیں تھے۔ بلکہ تابع تھے۔ عیسیٰ ع موسیٰ ع کے ظل ان معنوں میں نہیں تھے۔ جن معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ظل ہیں۔ یوں تو ظل نبیوں کے بھی ہوتے رہے ہیں۔ مگر اس ظلیت کے معنے صرف مشابہت کے ہؤا کرتے تھے۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام الیاس ع کے ظل تھے۔ مگر ظل کے یہ معنے نہیں تھے۔ کہ وہ الیاس ع کے ماتحت تھے۔ وہاں ایک تابع ہو سکتا تھا۔ جو ظل نہ ہو۔ اور ایک ظل ہو سکتا تھا۔ جو تابع نہ ہو۔ عیسےٰ ع ظل تھے الیاس ع کے۔ مگر الیاس ع کے تابع نہ تھے۔ بلکہ تابع وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہی تھے۔ تو ظلیت اور اتباع الگ الگ چیزیں ہؤا کرتی تھیں۔

ظلیت کے معنے

صرف "اس جیسا" کے ہؤا کرتے تھے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خبر دی۔ کہ میرے بعد ایک میرے جیسا رسول آئے گا۔ اب اس سے مراد رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم تھے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم حضرت موسیٰ ع کے تابع نہیں تھے۔

پس پہلے انبیاء میں یہ ہو سکتا تھا۔ کہ ایک نبی کسی دوسرے نبی کا ظل تو ہو۔ مگر تابع نہ ہو۔ یا تابع تو ہو۔ مگر ظل نہ ہو۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تابع تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مگر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ظل نہیں تھے۔ اسی طرح وہ ظل تھے الیاس ع کے۔ مگر وہ ان کے تابع نہ تھے۔ بلکہ تابع حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تھے۔

مگر یہاں جو خبر دی گئی ہے۔ کہ آخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ اس میں کام بھی وہی رکھا گیا ہے۔ جو محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے کیا۔ اور نام بھی وہی رکھا گیا ہے۔ جو آپ کا تھا۔ کیونکہ فرمایا۔ و آخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ وہی رسول پھر آخرین میں مبعوث ہوگا۔ اور

"وہی رسول" کے معنے

یہی ہو سکتے ہیں۔ کہ صفات بھی ویسی ہوں گی۔ کام بھی وہی ہوگا۔ اور نام بھی وہی ہوگا۔ گویا صفات کے لحاظ سے وہ ظل ہوگا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا۔ اور کاموں کے لحاظ سے وہ تابع ہوگا رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا۔ جس طرح وہ نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح یہ نمازیں پڑھے گا۔ جس طرح وہ روزے رکھا کرتے تھے۔ اسی طرح یہ روزے رکھے گا۔ جس طرح وہ زکوٰۃ دیا کرتے تھے۔ اسی طرح یہ زکوٰۃ دیگا۔ جس طرح وہ احکام الٰہیہ پر چلتے تھے۔ اسی طرح یہ احکام الٰہیہ پر چلے گا۔ یہ تابعیت ہے۔ جو اسے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی حاصل ہوگی۔ اور دوسری طرف جو آپ کی خصلتیں ہوں گی۔ وہی اس کی خصلتیں ہوں گی۔ اور جو آپ کے اخلاق ہوں گے۔ وہی اس کے اخلاق ہوں گے۔ اور یہ اس کے ظل ہونے کا ثبوت ہوگا۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے الیاس ع والے کام نہیں کئے۔ الیاس ع نے اپنے زمانہ کی ضرورتوں کے مطابق تعلیم دی۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے زمانہ کی ضرورتوں کے مطابق تعلیم دی۔ پس گو وہ ظل تھے الیاس ع کے۔ مگر الیاس ع کے تابع نہیں تھے۔ بلکہ تابع حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہی تھے لیکن محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے متعلق فرما دیا۔ کہ آپ کی نیابت میں جو لوگ کھڑے ہوں گے۔ وہ آپ کے ظل بھی ہوں گے۔ اور آپ کے تابع بھی ہوں گے۔ اور یہ دونوں باتیں اس میں پائی جاتی ہوں گی۔ اسی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں بار بار اپنے متعلق یہ ذکر فرمایا ہے۔ کہ میں

امتی نبی

ہوں۔ یعنی محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے نقطۂ نگاہ سے میں امتی ہوں۔ مگر تم لوگوں کے نقطۂ نگاہ سے میں نبی ہوں۔ جہاں میرے اور تمہارے تعلق کا سوال آئے گا۔ وہاں تمہیں میری حیثیت وہی تسلیم کرنی پڑے گی۔ جو ایک نبی کی ہوتی ہے۔ جس طرح نبی پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے۔ اسی طرح مجھ پر ایمان لانا ضروری ہوگا۔ جس طرح نبی کے احکام کی اتباع فرض ہوتی ہے۔ اسی طرح میرے احکام کی اتباع تم پر فرض ہوگی۔ مگر جب میں محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی طرف منہ کرکے کھڑا ہوں گا۔ تو اس وقت میری حیثیت ایک امتی کی ہوگی۔ اور محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا ہر فرمان میرے لئے واجب التعمیل ہوگا۔ اور آپ کی رضا اور خوشنودی کا حصول میرے لئے ضروری ہوگا۔ گویا جس طرح ایک ہی وقت میں

دادا اور باپ اور پوتا

اکٹھے ہوں۔ تو جو حالت ان کی ہوتی ہے۔ وہی محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہے۔ ایک باپ جب اپنے باپ کی طرف منہ کرتا ہے۔ تو وہ باپ کی حیثیت نہیں رکھتا۔ بلکہ بیٹے کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن وہی باپ جب اپنے بیٹے کی طرف منہ کرکے کھڑا ہوتا ہے۔ تو اسکی حیثیت باپ کی ہو جاتی ہے۔ اور بیٹے کا فرض ہوتا ہے۔ کہ اس کا ہر حکم مانے۔ بیٹا یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ جب تم اپنے باپ کی طرف منہ کرکے کھڑے تھے۔ تو اس وقت تمہاری حیثیت جب بیٹے کی تھی۔ نہ کہ باپ کی۔ تو اب تمہاری حیثیت باپ کی کس طرح ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اب اس کا منہ اپنے باپ کی طرف نہیں۔ بلکہ اپنے بیٹے کی طرف ہوگا۔ یہی حیثیت اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی عطا فرمائی ہے۔ وہ امتی بھی ہیں اور نبی بھی۔ وہ نبی ہیں ہم لوگوں کی نسبت سے۔ اور وہ امتی ہیں محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی نسبت سے۔ عیسیٰ ع نبی تھے موسیٰ ع کی طرف منہ کرکے بھی۔ صرف اپنی امت کی طرف منہ کرکے ہی نبی نہیں تھے۔ اسی طرح داؤد نبی تھے موسیٰ ع کی طرف منہ کرکے بھی صرف اپنی امت کی طرف منہ کرکے ہی نبی نہیں تھے۔ اسی طرح سلیمان ع۔ ذکریا ع اور یحییٰ ع نبی تھے موسیٰ ع کی طرف منہ کرکے بھی۔ یہ نہیں کہ صرف اپنی امت کی طرف منہ کرکے نبی ہوں۔ اور موسیٰ ع کی طرف منہ کرکے امتی۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ذریعہ یہ عجیب قسم کی نبوت جاری ہوئی۔ کہ ایک ہی نبی جب ہماری طرف مخاطب ہوتا ہے۔ تو وہ نبی ہوتا ہے۔ اور جب محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے مخاطب ہوتا ہے۔ تو امتی بن جاتا ہے۔ اور وہ کسی ایسے کام کا دعویدار نہیں ہو سکتا۔ جو محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے نہیں کیا۔ بلکہ اس کا فرض ہوتا ہے۔ کہ اسی کام کو چلائے۔ جس کام کو محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے چلایا۔ کیونکہ فرمایا ہے۔ و آخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ اللہ تعالےٰ اسے آخرین میں بھی مبعوث کریگا۔ جو ابھی پیدا نہیں ہوئے۔ گویا

محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی دوبارہ بعثت

ہوگی۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے دو کام نہیں ہو سکتے۔ وہی کام جو آپ نے پہلے زمانہ میں کئے۔ وہی آخری زمانہ میں کریگے۔ اس جگہ یہ نکتہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت مسیح ناصری کے بھی ظل یا مثیل تھے۔ مگر آپ کا ان سے صرف ظلیت کا تعلق تھا۔ تابعیت کا نہیں۔ کیونکہ گو آپ کو نام مسیح کا دیا گیا تھا۔ کام مسیح کا نہیں دیا گیا تھا۔ کام آپ کو محمد رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا سپرد کیا گیا تھا۔ جیسا کہ سورہ جمعہ سے ثابت ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو مشابہت آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے حاصل ہے۔ وہ زیادہ شدید ہے۔ بہ نسبت اس کے جو آپ کو مسیح ناصری سے حاصل ہے۔ اسی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ؎

پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب
گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار

پس ہماری جماعت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لاتی ہے۔ اس کے افراد کو یہ امر اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ کیا تو وہ یہ دعویٰ کریں۔ کہ حضرت مرزا صاحب کو وہ کوئی ایسا نبی سمجھتے ہیں۔ جنہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی اتباع اور آپ کی غلامی سے آزاد ہو کر مقام نبوت حاصل کیا ہے۔ اس صورت میں وہ بے شک کہہ سکتے ہیں۔ کہ چونکہ ہمارا نبی آزاد ہے۔ اس لئے ہم نئے قانون بنائیں گے۔ اور جو کام ہماری مرضی کے مطابق ہوگا۔ وہی کریں گے۔ اس کے علاوہ اور کوئی کام نہیں کریں گے۔ پس اگر ہمارا یہ عقیدہ ہو۔ کہ ہمارا نبی مستقل ہے۔ اور وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی غلامی اور آپ کے احکام کی اتباع سے آزاد ہے۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہمیں رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم یا صحابہ رضہ کے نقش قدم پر چلنے کی ضرورت نہیں۔ جو باتیں ہمیں اچھی لگیں گی۔ اور جو ہماری مرضی کے مطابق ہوں گی۔ صرف ان میں حصہ لیں گے۔ باقی کسی میں حصہ نہیں لیں گے۔ لیکن اگر ہمارا یہ دعوےٰ ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سورہ جمعہ کے مطابق امتی نبی ہیں۔ اور ہمارا یہ عقیدہ ہو۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہی وہ رسول ہیں۔ جن کی نبوت و رسالت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت شامل ہے۔ تو پھر ہمیں یہ بھی ماننا پڑیگا۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے جو کام کئے۔ وہی کام مسیح موعود ع کے بھی سپرد ہیں۔ اور جو کام صحابہ رضہ نے کئے۔ وہی کام

جماعت احمدیہ کے ذمہ

ہیں۔ مگر میں تعجب سے دیکھتا ہوں۔ کہ ایک طرف تو ہماری جماعت کے دوست یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے کامل ظل اور امتی نبی ہیں۔ اور وہی شریعت جو رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے قائم فرمائی۔ اسی کو دوبارہ قائم کرنا ہماری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت کا فرض ہے۔ اور دوسری طرف جماعت کا ایک حصہ

صحابہ رضؓ کے طریق عمل کی جگہ ایک نئی راہ

پر چلنا چاہتا ہے۔ اور اس راستہ کو اختیار ہی نہیں کرتا۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ رضؓ نے اختیار کی۔ گویا ان کی مثال بالکل شتر مرغ کی سی ہے۔ کہ جہاں درجوں اور انعامات کا سوال آتا ہے۔ وہاں تو کہہ دیتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کوئی الگ وجود نہیں۔ بلکہ آپ کی بعثت درحقیقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہی بعثت ثانیہ ہے۔ اس وجہ سے جو صحابہ رضؓ کا مقام وہی ہمارا مقام۔ چنانچہ وہ اس قسم کے استدلال کرتے ہیں کہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ (الواقعہ ع ۲) کہ جیسے اولین میں سے ایک بہت بڑی جماعت نے خدا کا قرب حاصل کیا۔ اسی طرح آخرین خدا کی بہت بڑی رحمتوں کے مستحق ہوں گے۔ پس جیسے صحابہ رضؓ کی جماعت تھی۔ ویسی ہی ہماری جماعت ہے۔ جیسے وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت اولیٰ سے مستفیض ہوئے۔ اسی طرح ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت ثانیہ سے مستفیض ہوئے۔ پس ہم میں اور صحابہ رضؓ میں کوئی فرق نہیں۔ مگر جب قربانی کا سوال آتا ہے تو ایسے لوگ کہتے ہیں۔ کہ وہ زمانہ اور تھا۔ اور یہ زمانہ اور ہے۔ گویا وہ

بالکل شتر مرغ کی طرح

ہیں۔ جو اپنی دونوں حالتوں سے فائدہ تو اٹھا لیتا ہے۔ مگر کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ کہتے ہیں۔ کسی شتر مرغ سے کسی نے کہا۔ کہ آؤ تم پر اسباب لادیں۔ کیونکہ تم شتر ہو۔ (شتر کے معنی اونٹ ہیں اور مرغ کے معنی ہیں پرندہ) وہ کہنے لگا۔ کیا پرندوں پر بھی کسی نے اسباب لادا ہے؟ اس نے کہا اچھا تو پھر اڑ کر دکھاؤ۔ کہنے لگا۔ کبھی اونٹ بھی اڑا کرتے ہیں۔ پس جس طرح شتر مرغ اڑنے کے وقت اونٹ بن جاتا ہے۔ اور اسباب لادتے وقت پرند۔ اسی طرح ہماری جماعت کا جو حصہ کمزور ہے کرتا ہے۔ یعنی جب قربانی کا وقت آتا ہے۔ تو وہ کہتا ہے۔ ہمارا حال اور ہے۔ اور صحابہ کا حال اور۔ مگر جب درجوں اور انعامات اور جنت کی نعماء کا سوال آتا ہے۔ تو کہتا ہے۔ سبحان اللہ حضرت صاحب تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظل تھے۔ پس

جو حال صحابہ رضؓ کا وہی حال ہمارا

میں نے پہلے بھی بتایا ہے۔ کہ کوئی پوربیا مر گیا تھا۔ پوربیے عام طور پر دھوبی ہوتے ہیں۔ اسکی عورت نے باقی دھوبیوں کو اطلاع دی۔ اور سب اکٹھے ہو گئے۔ رسم و رواج کے مطابق عورت نے ان سب کے سامنے رونا پیٹنا شروع کر دیا۔ ان میں طریق یہ ہے۔ کہ جب کوئی مر جاتا ہے۔ تو عورتیں اور لڑکیاں اکٹھی ہو کر پیٹتی ہیں۔ اور مرد انہیں تسلی دیتے ہیں۔ اس پوربیے کی عورت نے بھی رونا پیٹنا شروع کر دیا۔ اور روتے روتے اس قسم کی باتیں شروع کیں۔ کہ ارے اس نے فلاں جگہ سے اتنا روپیہ لینا تھا۔ اسے اب کون وصول کرے گا۔ ایک پوربیا آگے بڑھ کر کہنے لگا۔ اری ہم ری ہم۔ وہ کہنے لگی۔ ارے اس نے ادھیارے پر گائے دی ہوئی تھی۔ اب اسے کون لائے گا۔ وہی پوربیا پھر بولا۔ اور کہنے لگا۔ اری ہم ری ہم۔ پھر وہ روئی اور کہنے لگی۔ ارے اسکی تین ماہ کی تنخواہ مالک کے ذمہ تھی۔ اب وہ کون وصول کرے گا۔ وہ پوربیا پھر آگے بڑھا۔ اور کہنے لگا۔ اری ہم ری ہم۔ پھر وہ عورت رو کر کہنے لگی۔ ارے اس نے فلاں کا دو سو روپیہ قرض دینا تھا۔ اب وہ قرض کون دے گا۔ اس پر وہ پوربیا باقی قوم کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ ارے بھئی میں ہی بولتا جاؤں گا۔ یا برادری میں سے کوئی اور بھی بولے گا۔ ان کمزور احمدیوں کی بھی یہی حالت ہے۔ جہاں جنت کی نعماء اور مدارج کا سوال آتا ہے۔ وہاں تو کہتے ہیں۔ ارے ہم رے ہم۔ مگر جب یہ کہا جاتا ہے۔ کہ صحابہ رضؓ نے بھی قربانیاں کی تھیں۔ تم بھی قربانیاں کرو۔ تو کہنے لگ جاتے ہیں۔ کہ ہم ہی بولتے جائیں یا برادری میں سے کوئی اور بھی بولے گا۔ یہ حالت بالکل غیر معقول ہے۔ اور اسے کسی صورت میں برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام مستقل نبی تھے۔ تو بے شک کسی نئی شریعت۔ نئے نظام اور نئے قانون کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر وہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تابع اور امتی نبی ہیں۔ تو پھر جو محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حال تھا۔ وہی مسیح موعود کا حال ہے۔ اور جو ان کے صحابہ رضؓ کا حال تھا۔ وہی ہمارا حال ہے۔ مگر یہ کمزور لوگ جب اپنی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں۔ تو اس وقت تو قرآن کریم کی آیات اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات پڑھ پڑھ کر اپنے سر ہلاتے چلے جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ ہمارے لئے یہ انعام بھی ہے۔ اور ہمارے لئے وہ انعام بھی ہے۔ مگر

جب کام کا سوال آتا ہے

تو کوئی یہ کہنے لگ جاتا ہے۔ کہ اگر میں کام پر گیا۔ تو میری دکان خراب ہو جائے گی۔ اور کوئی یہ عذر کرنے لگ جاتا ہے۔ کہ میں اپنے بیوی بچوں کو اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔ حالانکہ صحابہ رضؓ کی بھی دوکانیں تھیں۔ اور صحابہ رضؓ کے بھی بیوی بچے تھے۔ مگر انہوں نے ان باتوں کی کوئی پرواہ نہیں کی تھی۔ پھر اگر ہم بھی صحابہ رضؓ کے نقش قدم پر ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نقش قدم پر۔ تو ان باتوں سے ڈرنے اور گھبرانے کے معنے کیا ہوئے؟ ہمارا مذہب یہی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظل اور آپ کے تابع تھے۔ ان کی تمام عزت اور ان کا تمام رتبہ اسی میں تھا۔ کہ خدا نے ان کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عکس بنا دیا تھا۔ اور وہ اسی کام کے لئے مبعوث کئے گئے تھے۔ جس کام کے لئے محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے مبعوث ہوئے۔ بلکہ قرآنی اصطلاح میں ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دوبارہ زندہ ہو کر تشریف لے آئے۔ اور یہ ایک بہت بڑی عزت کی بات ہے۔ مگر ساتھ ہی بہت بڑی ذمہ واری بھی ہم پر عاید ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر

محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دوبارہ زندہ ہو کر تشریف لے آئے

ہیں۔ تو صحابہ رضؓ کو بھی تو دوبارہ زندہ ہو کر دنیا میں آجانا چاہیئے۔

پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وہ کام کئے ہیں۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کئے تھے۔ تو ہمارے کام وہ ہیں۔ جو صحابہ رضؓ نے کئے۔ صحابہ رضؓ کو ہر سال چار چار پانچ پانچ لڑائیاں لڑنی پڑتی تھیں۔ اور بعض لڑائیوں میں مہینہ ڈیڑھ مہینہ صرف ہو جاتا تھا۔ گویا بعض سالوں میں انہیں آٹھ آٹھ نو نو مہینے گھروں سے باہر رہنا پڑا ہے۔ پھر انہیں کوئی گذارہ نہیں ملتا تھا۔ دال روٹی اور نمک کے لئے بھی پیسہ تک نہیں ملتا تھا۔ بیوی کا کام تھا۔ کہ وہ بعد میں اپنی روزی آپ کمائے۔ اور جانے والوں کا فرض تھا۔ کہ وہ اپنے خرچ پر جائیں حتیٰ کہ لڑائی پر جانے والوں کو راشن تک نہیں ملتا تھا۔ بلکہ ہر شخص کا فرض ہوتا تھا۔ کہ وہ اپنی روٹی کا آپ انتظام کرے۔ اس کے مقابلہ میں میں دیکھتا ہوں۔ ہماری جماعت میں ان باتوں کا احساس ہی نہیں۔ یہ تو میں نہیں کہتا۔ کہ سب میں احساس نہیں۔ مگر بہرحال جن کے دلوں میں یہ احساس ہے۔ ان کے مقابلہ میں کچھ ایسے لوگ ہیں۔ جن کے دلوں میں کوئی احساس نہیں۔ اور اس وجہ سے ہم محض اس بات سے تسلی نہیں پا سکتے۔ کہ جماعت کے ایک حصہ میں ان باتوں کا احساس ہے۔ جب تک

جماعت کا ایک حصہ

ہمیں ایسا بھی نظر آتا ہے۔ جو اس احساس سے بالکل خالی ہے۔ اور دعویٰ یہ کرتا ہے۔ کہ اسے صحابہ رضؓ کی مماثلت حاصل ہے۔ خواہ وہ کتنا بھی تھوڑا ہے۔ جب تک اس کے اس غیر معقول رویہ کی اصلاح نہ کی جائے گی۔ اس وقت تک ہم چین اور آرام سے نہیں بیٹھ سکتے۔ میں نے سب

نوجوانوں کی اصلاح

اور دوسروں کو مفید دینی کاموں میں لگانے کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ قائم کی تھی۔ مگر ان کی رپورٹ ہے۔ کہ بعض نوجوان ایسے ہیں۔ کہ جب ہم کوئی کام ان کے سپرد کرتے ہیں۔ تو پہلا قدم ان کا یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اس کام کے کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہم یہ کام نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر زور دیا جائے۔ تو وہ مان تو لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ اچھا ہم یہ کام کریں گے۔ مگر پھر دوسرا قدم ان کا یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اس کام کو کرتے نہیں۔ یہی کہتے رہتے ہیں۔ کہ ہم کریں گے۔ کریں گے۔ مگر عملی رنگ میں کوئی کام نہیں کرتے۔ اس کے بعد جب ان کے لئے سزا مقرر کی جاتی ہے۔ تو وہ اس سزا کو قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہم استعفیٰ دے دینگے۔ مگر سزا برداشت نہیں کریں گے۔ اس قسم کے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ اپنے عمل سے یہ ثابت کر رہے ہیں۔ کہ وہ

سچے احمدی نہیں

کیا منافقوں کے سوا مخلص صحابہ رضؓ میں سے تم کوئی مثال ایسی پیش کر سکتے ہو۔ کہ ان میں سے کسی نے کام کرنے سے اس طرح انکار کر دیا ہو۔ یا کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے کبھی اس بات کو برداشت کیا؟ پھر اس جماعت میں سے ایسا نمونہ دکھانے والوں کو ہم صحابہ رضؓ کا نمونہ کس طرح قرار دے سکتے ہیں۔ ہم تو ان کو انہی میں شامل کریں گے جو صحابہ رضؓ کے زمانہ میں ایسے کام کرتے رہے ہیں۔ یعنی منافق لوگ۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ اس زمانہ میں تلوار کا جہاد تھا۔ اور آج تلوار کا جہاد نہیں۔ لیکن

ہر زمانہ کا جہاد الگ الگ ہوتا ہے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں تلوار کا جہاد تھا۔ اور ممکن ہے۔ اس قسم کے لوگ یہ سمجھتے ہوں۔ کہ اگر کسی وقت تلوار کے جہاد کا موقعہ آیا۔ تو وہ سب سے آگے آگے ہونگے لیکن میں سمجھتا ہوں۔ اگر کبھی تلوار کے جہاد کا موقعہ آیا۔ تو ایسے لوگ سب سے پہلے بھاگنے والے ہوں گے۔ پس جب وہ کہتے ہیں۔ کہ یہاں کونسا تلوار کا جہاد ہو رہا ہے۔ اگر تلوار کا جہاد ہو۔ تو وہ شامل ہو جائیں۔ تو یا تو وہ اپنے نفس کو دھوکا دیتے ہیں۔ یا جھوٹ بول رہے ہوتے ہیں۔ اور میرے خیال میں تو وہ جھوٹ ہی بول رہے ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص مہینہ میں دو دن دوکان بند کرنے کے لئے تو تیار نہ ہو۔ اور وہ جہاد کے لئے سال میں سے آٹھ ماہ گھر سے باہر رہ سکتا ہو۔ یہ فیصلہ کرنا کہ اس زمانہ میں کس قسم کے جہاد کی ضرورت ہے۔ خدا کا کام ہے۔ اور یہ خدا کا اختیار ہے۔ کہ وہ چاہے تو ہمارے ہاتھ میں تلوار دیدے۔ چاہے تو قلم دیدے۔ اور چاہے تو تبلیغ اور تعلیم و تربیت کا جہاد مقرر کر دے۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں تلوار کا جہاد نہیں رکھا۔ بلکہ

تبلیغ اور تعلیم و تربیت کا جہاد

رکھا ہے۔ اور یہی وہ جہاد ہے۔ جس کا سورۃ جمعہ کی ان آیات میں ذکر ہے۔ جن میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت ثانیہ کی خبر دی گئی ہے۔ چنانچہ یتلوا علیھم اٰیاتہٖ میں ہر مومن کا یہ فرض مقرر کیا گیا ہے۔ کہ وہ لوگوں کے سامنے نشانات الٰہیہ کو بیان کرے یعنی انہیں تبلیغ کرے۔ یزکیھم میں یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ وہ انہیں پاک کرے۔ یعنی دعاؤں کے ذریعہ تزکیہ نفوس کرے۔ یا یزکیھم کے ایک معنی یہ بھی ہیں۔ کہ وہ لوگوں کو بڑھائے۔ اگر وہ دنیوی علوم میں دوسروں سے پیچھے ہوں۔ تو اس میدان میں ان کو آگے لے جائے۔ تعداد میں کم ہوں۔ تو تعداد میں بڑھائے۔ مالی حالت کمزور ہو۔ تو اس میں بڑھائے۔ غرض جس رنگ میں بھی کمی ہو۔ انہیں بڑھاتا چلا جائے۔ گویا لوگوں کی مالی اور اقتصادی ترقی میں حصہ لے۔

یعلمھم الکتاب میں یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ وہ ان کو قرآن سکھائے۔ والحکمۃ میں یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ احکام شریعت کی حکمتوں اور ان کے اسرار سے لوگوں کو آگاہ کرے۔ اس آیت کے اور بھی معنے ہیں۔ جن کو میں نے تفصیل کے ساتھ اپنی اس تقریر میں بیان کیا ہوا ہے۔ جو خلافت کے آغاز میں میں نے کی تھی۔ اور جو "منصب خلافت" کے نام سے چھپی ہوئی ہے۔ لیکن یہ پانچ موٹی موٹی باتیں ہیں۔ (۱) تبلیغ کرنا (۲) قرآن پڑھانا۔ (۳) شرائع کی حکمت بتانا (۴) اچھی تربیت کرنا (۵) قوم کی دنیوی کمزوریوں کو دور کر کے انہیں اسے ترقی کے میدان میں بڑھانا۔ یہ

پانچ ذمہ واریاں

صحابہ رضؓ پر تھیں۔ اور یہی پانچوں ذمہ واریاں ہم پر عاید ہیں۔ تبلیغ ہمارے ذمہ ہے۔ تعلیم ہمارے ذمہ ہے۔ احکام کی حکمتیں بتانا ہمارے ذمہ ہے۔ اور جماعت کی مالی اور اقتصادی حالت کی درستی اور اسکی پستی کو دور کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ اگر ہم یہ پانچ کام نہیں کرتے۔ تو ہم جھوٹے اور کذاب ہیں۔ اگر ہم اپنے آپ کو صحابی کہتے ہیں۔ انہی کاموں میں سے ایک کام کے متعلق میں نے کچھ عرصہ ہوا۔ قادیان کی جماعت کو توجہ دلائی تھی۔ اور میں نے کہا تھا۔ کہ کم سے کم قادیان میں کوئی اَن پڑھ نہیں رہنا چاہیئے۔ مگر خدام الاحمدیہ کی طرف سے مجھے رپورٹ ملی ہے۔ کہ جہاں باقی سب محلوں نے کام ختم کر لیا ہے۔ وہاں

مسجد فضل سے تعلق رکھنے والے

تعاون نہیں کر رہے۔ (اس سے مراد دار الفضل والے نہیں۔ بلکہ وہ محلہ ہے۔ جسے محلہ آرائیاں بھی کہتے ہیں) اس محلہ کے لوگ نہ تو نمازوں کے لئے باقاعدہ جمع ہوتے ہیں۔ نہ پڑھانے کے لئے جاتے ہیں۔ اور نہ ہی پڑھنے کے لئے آتے ہیں۔ اسی طرح مجھے بیس لوگوں کی ایسی لسٹ دی گئی ہے۔ جنہیں اس محلہ کے اَن پڑھوں کو تعلیم دینے کے لئے مقرر کیا گیا۔ مگر کسی نے کوئی عذر کر دیا۔ اور کسی نے کوئی اور۔ جس نے مان بھی لیا۔ وہ بھی پڑھانے کے لئے نہیں گیا۔ اور جب ان میں سے بعض کو کہا گیا۔ کہ تمہیں اس جرم کی سزا دی جائیگی۔ تو ان میں سے دو نے کہا۔ ہم خدام الاحمدیہ سے استعفےٰ دے دیں گے۔ مگر انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ وہ خدام الاحمدیہ سے استعفےٰ نہیں دے سکتے۔ بلکہ انہیں

احمدیت سے استعفےٰ

دینا پڑے گا۔ یہ پانچ کام ہیں۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کئے۔ یہی پانچ کام ہیں۔ جو صحابہ رضؓ نے کئے۔ اور یہی پانچ کام ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئے۔ ہر شخص جو یتلوا علیھم اٰیاتہٖ کے مطابق

تعلیم قرآن

کا کام نہیں کرتا۔ بلکہ تعلیم قرآن کے کام سے گریز کرتا ہے۔ وہ اس سے گریز نہیں کرتا۔ بلکہ احمدیت سے گریز کرتا ہے۔ ہر شخص جو تبلیغ سے گریز کرتا ہے۔ وہ تبلیغ سے گریز نہیں کرتا۔ بلکہ احمدیت سے گریز کرتا ہے۔ ہر شخص جو دوسروں کی تربیت سے گریز کرتا ہے۔ وہ تربیت کرنے سے گریز نہیں کرتا۔ بلکہ احمدیت سے گریز کرتا ہے۔ ہر شخص جو شرائع کی حکمتیں بتانے سے گریز کرتا ہے۔ وہ شرائع کی حکمتیں بتانے سے گریز نہیں کرتا۔ بلکہ وہ احمدیت سے گریز کرتا ہے۔ اور ہر شخص جو تزکیۂ نفوس یا جماعت کی اقتصادی اور مالی ترقی کی تجاویز میں حصہ لینے سے گریز کرتا ہے۔ وہ تزکیۂ نفوس یا جماعت کی اقتصادی اور مالی ترقی کی تجاویز میں حصہ لینے سے گریز نہیں کرتا۔ بلکہ احمدیت سے گریز کرتا ہے۔ ایسے شخص کی نہ احمدیت کو کوئی ضرورت ہو سکتی ہے۔ اور نہ اس کے لئے کوئی وجہ ہے۔ کہ وہ احمدیت میں داخل رہے۔ وہ یہ کہہ کر کہ وہ احمدی ہے۔

اپنے نفس کو دھوکا

دیتا ہے۔ یا اگر اپنے نفس کو دھوکا نہیں دیتا۔ تو جھوٹا اور مکار ہے۔ اور ہرگز اس قابل نہیں۔ کہ وہ مومنوں کی جماعت میں شامل رہ سکے۔ یہ پانچ کام ضروری ہیں۔ اور جماعت کے ہر فرد کو ان میں حصہ لینا پڑیگا۔ اور جب تک وہ طوعاً یا کرہاً ان کاموں میں حصہ نہیں لیں گے۔ وہ کبھی

صحیح معنوں میں صحابہ رضؓ کے مثیل

نہیں کہلا سکیں گے۔ آخر تمہیں غور کرنا چاہیئے۔ کہ کیا صحابہ رضؓ اپنی مرضی سے ہی تمام کام کیا کرتے تھے۔ وہ اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کرتے تھے۔ بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احکام کی متابعت میں تمام کام کرتے تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے تھے۔ جہاد کے لئے چلو۔ اور سب چل پڑتے تھے۔ اور جو نہ چلتا تھا۔ اسے جبری طور پر لے جایا جاتا تھا۔ میں نے چاہا تھا۔ کہ طوعی طور پر جماعت کو ان قربانیوں میں حصہ لینے کے لئے آمادہ کیا جائے۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ [illegible]ری جماعت طوعی طور پر

قربانی کرنے کے لئے

تیار نہیں۔ بلکہ اس کا ایک حصہ منافقوں پر مشتمل ہے۔ اور وہ ہمیں اس بات پر مجبور کر رہا ہے۔ کہ ہم اسے اپنی جماعت میں سے خارج کر دیں۔ یا اگر وہ منافق نہیں۔ تو ایسے کودن لوگ ہیں۔ جو ڈنڈے کے محتاج ہیں۔ اور جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان لوگوں کو سزا دی تھی۔ جو جہاد کے لئے نہیں گئے تھے۔ اسی طرح وہ بھی چاہتے ہیں۔ کہ انہیں سزا دی جائے۔ اور جبراً ان سے احکام کی تعمیل کرائی جائے۔ ڈنڈے سے میری مراد سوٹا نہیں۔ بلکہ جبراً اور حکم مراد ہے۔ بہرحال ان لوگوں نے مجھے مجبور کر دیا ہے۔ کہ میں جماعت کے سامنے یہ اعلان کر دوں۔ کہ آج سے

"قادیان میں خدام الاحمدیہ کا کام طوعی نہیں بلکہ جبری ہوگا

ہر وہ احمدی جس کی پندرہ سے چالیس سال تک عمر ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ پندرہ دن کے اندر اندر خدام الاحمدیہ میں اپنا نام لکھا دے۔ اگر ۱۵ سے ۴۰ سال تک کی عمر کا کوئی احمدی ۱۵ دن کے اندر اندر خدام الاحمدیہ میں اپنا نام نہیں لکھائے گا۔ تو پہلے اسے سزا دی جائیگی۔ اور اگر اس سے بھی اسکی اصلاح نہ ہوئی۔ تو اسے

جماعت سے خارج

کر دیا جائے گا۔ اس کے لئے کسی کو تحریک کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ خدام الاحمدیہ ہرگز کسی کے پاس نہ جائیں۔ ہاں ہر مسجد میں وہ اپنے بعض آدمی مقرر کر دیں۔ اور ہر نماز کے بعد اعلان ہوتا رہے۔ کہ فلاں وقت سے لے کر فلاں وقت تک ہمارا آدمی مسجد میں بیٹھے گا۔ جس نے خدام الاحمدیہ میں اپنا نام لکھانا ہو۔ وہ اسے نام لکھا دے۔ اور

محلوں کے پریذیڈنٹوں اور سیکرٹریوں کا فرض

ہے۔ کہ اس کے متعلق خدام الاحمدیہ کی طرف سے جو بھی اعلانات آئیں۔ ان کے سنانے کا فوری طور پر انتظام کریں۔ جو پریذیڈنٹ یا سیکرٹری اس میں غفلت سے کام لے گا۔ وہ مجرم سمجھا جائے گا۔ اور اسے سزا دی جائے گی۔

غرض تمام مساجد میں خدام الاحمدیہ اعلان کرا دیں۔ کہ فلاں وقت سے لے کر فلاں وقت تک اس مسجد میں ہمارا فلاں آدمی بیٹھے گا۔ اسے نام لکھا دیا جائے۔ بلکہ انہیں اپنے بعض آدمی

قریب کے دیہات میں

بھی مقرر کر دینے چاہئیں۔ جیسے نواں پنڈ وغیرہ ہے۔ اس پندرہ دن کے عرصہ میں جو شخص خدام الاحم[illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں اپنا نام نہیں لکھائے گا۔ ہم پہلے اس پر کیس چلائیں گے۔ اگر کوئی معذور ثابت ہؤا۔ مثلاً ان دنوں وہ قادیان میں موجود نہ تھا۔ یا چارپائی سے ہل نہیں سکتا تھا۔ تو اس کو خدام الاحمدیہ میں شامل ہونے کا دوبارہ موقعہ دیتے ہوئے باقی ہر ایک کو جس نے ان دنوں خدام الاحمدیہ میں اپنا نام نہیں لکھایا ہوگا۔ سزا دی جائیگی۔ اور اگر وہ سزا برداشت کرنے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ تو اسے جماعت سے خارج کر دیا جائیگا۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی اعلان کرتا ہوں۔ کہ جن لوگوں نے یہ کہا ہے۔ کہ

ہم سزا نہیں لیتے

ہم خدام الاحمدیہ کے ممبر نہیں رہنا چاہتے۔ ان کے متعلق خدام الاحمدیہ فوراً ایک کمیٹی بٹھا دیں۔ جو تحقیق کرے۔ کہ ان پر جو الزام لگایا گیا ہے۔ وہ درست ہے یا نہیں۔ پھر جن کا جرم ثابت ہو جائے۔ انہیں تین تین دن کے مقاطعہ کی سزا دی جائے۔ ان تین دنوں میں کسی کو اجازت نہیں ہوگی۔ کہ ان سے بات چیت کرے۔ نہ باپ کو اجازت ہوگی۔ نہ ماں کو اجازت ہوگی۔ نہ بیوی کو اجازت ہوگی۔ نہ بیٹے کو اجازت ہوگی۔ اور نہ کسی اور قریبی رشتہ دار اور دوست کو اجازت ہوگی۔ اسی طرح ان دنوں میں انہیں قادیان سے باہر جانے کی اجازت بھی نہیں ہوگی۔ مبادا وہ خیال کر لیں۔ کہ ان دنوں وہ قادیان سے چلے جائیں گے۔ اور اس طرح اپنی شرم کو چھپا لیں گے۔ بلکہ انہیں قادیان میں رہتے ہوئے یہ تین دن پورے کرنے پڑیں گے۔ اور ان کی کسی قریب ترین ہستی کو بھی ان سے بولنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ ہاں انہیں صبح شام روٹی پہنچانا خدام الاحمدیہ کا کام ہوگا۔ اسی طرح جن لوگوں نے

وعدہ کر کے کام نہیں کیا

دسویں دسویں جماعت کے طلباء کے جن کو مقرر کرنے میں خود خدام الاحمدیہ کے افسروں کی غلطی ہے) ان کے الزام کی بھی تحقیق کی جائے۔ اور جب الزام ان پر ثابت ہو جائے۔ تو ان کو ایک ایک دن کے مقاطعہ کی سزا دی جائے۔ اس عرصہ میں ماں اور باپ اور بیوی اور بچوں اور دوسرے تمام رشتہ داروں کا فرض ہے۔ کہ جس طرح ایک گندا چیتھڑا اپنے گھر سے نکال کر باہر پھینک دیا جاتا ہے۔ اسی طرح وہ اسے اپنے گھر سے نکال دیں۔ باپ بچے کو نکال دے۔ بھائی دوست وغیرہ سب اس دن کے لئے اس سے قطع تعلق کر لیں۔ اور وہ گھر کو چھوڑ کر مسجد یا کسی اور مناسب مقام پر چلا جائے۔

اور چوبیس گھنٹے تک لگاتار وہیں رہے۔ ہاں ان لوگوں کو بھی کھانا پہنچانا خدام الاحمدیہ کا کام ہوگا۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ کام کی ذمہ واری صرف پندرہ سے چالیس سال کی عمر والوں پر ہی نہیں۔ بلکہ اس سے اوپر اور نیچے والوں پر بھی ہے۔ اسلئے میں یہ بھی اعلان کرتا ہوں۔ کہ ایک مہینہ کے اندر اندر خدام الاحمدیہ

آٹھ سے پندرہ سال کی عمر تک

کے بچوں کو منظم کریں۔ اور اطفال احمدیہ کے نام سے ان کی ایک جماعت بنائی جائے۔ اور میرے ساتھ مشورہ کر کے ان کے لئے مناسب پروگرام تجویز کیا جائے۔ اسی طرح

چالیس سال سے اوپر عمر والے

جس قدر آدمی ہیں۔ وہ انصار اللہ کے نام سے اپنی ایک انجمن بنائیں۔ اور قادیان کے وہ تمام لوگ جو چالیس سال سے اوپر ہیں۔ اس میں شریک ہوں۔ ان کے لئے بھی لازمی ہوگا۔ کہ وہ روزانہ آدھ گھنٹہ خدمت دین کے لئے وقف کریں۔ اگر مناسب سمجھا گیا۔ تو بعض لوگوں سے روزانہ آدھ گھنٹہ لینے کی بجائے مہینہ میں تین دن یا کم و بیش اکٹھے بھی لئے جا سکتے ہیں۔ مگر بہرحال تمام بچوں۔ بوڑھوں اور نوجوانوں کا بغیر کسی استثناء کے قادیان میں منظم ہو جانا لازمی ہے۔

مجلس انصار اللہ

کے عارضی پریذیڈنٹ مولوی شیر علی صاحب ہوں گے۔ اور سیکرٹری کے فرائض سرانجام دینے کے لئے میں مولوی عبد الرحیم صاحب درد۔ چودھری فتح محمد صاحب اور خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب کو مقرر کرتا ہوں۔ تین سیکرٹری میں نے اسلئے مقرر کئے ہیں۔ کہ مختلف محلوں میں کام کرنے کے لئے زیادہ آدمیوں کی ضرورت ہے۔ ان کو فوراً قادیان کے مختلف حصوں میں اپنے آدمی بٹھا دینے چاہئیں۔ اور چالیس سال سے اوپر عمر رکھنے والے تمام لوگوں کو اپنے اندر شامل کرنا چاہیئے۔ یہ بھی دیکھ لینا چاہیئے۔ کہ لوگوں کو کس قسم کے کام میں سہولت ہو سکتی ہے۔ اور جو شخص جس کام کے لئے موزوں ہو۔ اس کے لئے اس سے نصف گھنٹہ روزانہ کام لیا جائے۔ یہ نصف گھنٹہ کم سے کم وقت ہے۔ اور ضرورت پر اس سے بھی زیادہ وقت لیا جا سکتا ہے۔ یا یہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ کہ کسی سے روزانہ آدھ گھنٹہ لینے کی بجائے مہینہ میں دو چار دن لے لئے جائیں جس دن وہ اپنے آپ کو منظم کریں۔ اسی دن میری

منظوری سے نیا پریذیڈنٹ اور نئے سیکرٹری مقرر کئے جا سکتے ہیں۔ سردست میں نے جن لوگوں کو اس کام کے لئے مقرر کیا ہے۔ وہ عارضی انتظام ہے۔ اور اس وقت تک کے لئے ہے۔ جب تک سب لوگ منظم نہ ہو جائیں۔ جب منظم ہو جائیں۔ تو وہ چاہیں۔ تو کسی اور کو پریذیڈنٹ اور سیکرٹری بنا سکتے ہیں۔ مگر میری منظوری اس کے لئے ضروری ہوگی۔ میرا ان دونوں مجلسوں سے ایسا ہی تعلق ہوگا۔ جیسے مربی کا تعلق ہوتا ہے۔ اور ان کے کام کی آخری نگرانی میرے ذمہ ہوگی۔ یا جو بھی خلیفہ وقت ہو۔ میرا اختیار ہوگا۔ کہ جب بھی میں مناسب سمجھوں۔ ان دونوں مجلسوں کا اجلاس اپنی صدارت میں بلا لوں۔ اور اپنی موجودگی میں ان کو اپنا اجلاس منعقد کرنے کے لئے کہوں۔ یہ اعلان پہلے صرف قادیان والوں کے لئے ہے۔ اس لئے ان کو میں پھر متنبہ کرتا ہوں۔ کہ کوئی فرد اپنی مرضی سے باہر نہیں رہ سکتا۔ سوائے اس کے جو اپنی مرضی سے ہمیں چھوڑ کر الگ ہو جانا چاہتا ہو۔ ہر شخص کو حکماً اس تنظیم میں شامل ہونا پڑے گا۔ اور اس تنظیم کے ذریعہ علاوہ اور کاموں کے اس امر کی بھی نگرانی رکھی جائے گی۔ کہ کوئی شخص ایسا نہ رہے۔ جو مسجد میں

نماز باجماعت پڑھنے کا پابند

نہ ہو۔ سوائے ان زمینداروں کے جنہیں کھیتوں میں کام کرنا پڑتا ہے۔ یا سوائے ان مزدوروں کے جنہیں کام کے لئے باہر جانا پڑتا ہے۔ گو ایسے لوگوں کے لئے بھی میرے نزدیک کوئی نہ کوئی ایسا انتظام ضرور ہونا چاہیئے۔ جس کے ماتحت وہ اپنی قریب ترین مسجد میں نماز باجماعت پڑھ سکیں۔ اس کے ساتھ ہی میں

بیرونی جماعتوں کو بھی

اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ خدام الاحمدیہ کی مجالس تو اکثر جگہ قائم ہی ہیں۔ اب انہیں ہر جگہ چالیس سال سے زائد عمر والوں کے لئے مجالس انصار اللہ قائم کرنی چاہئیں۔ ان مجالس کے وہی قواعد ہوں گے۔ جو قادیان میں مجلس انصار اللہ کے قواعد ہوں گے۔ مگر سردست باہر کی جماعتوں میں داخلہ فرض کے طور پر نہیں ہوگا۔ بلکہ ان مجالس میں شامل ہونا ان کی مرضی پر موقوف ہوگا۔ لیکن جو پریذیڈنٹ یا امیر یا سیکرٹری ہیں۔ ان کے لئے لازمی ہے۔ کہ وہ کسی نہ کسی مجلس میں شامل ہوں۔ کوئی امیر نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ اپنی عمر کے لحاظ سے انصار اللہ یا خدام الاحمدیہ کا ممبر نہ ہو۔ کوئی پریذیڈنٹ نہیں ہو سکتا۔ جبتک وہ

اپنی عمر کے لحاظ سے انصار اللہ یا خدام الاحمدیہ کا ممبر نہ ہو۔ اور کوئی سیکرٹری نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ اپنی عمر کے لحاظ سے انصار اللہ یا خدام الاحمدیہ کا ممبر نہ ہو۔ اگر اسکی عمر ۱۵ سال سے اوپر اور چالیس سال سے کم ہے۔ تو اس کے لئے خدام الاحمدیہ کا ممبر ہونا ضروری ہوگا۔ اور اگر وہ چالیس سال سے اوپر ہے۔ تو اس کے لئے انصار اللہ کا ممبر ہونا ضروری ہوگا۔ اس طرح سال ڈیڑھ سال تک دیکھنے کے بعد خدا نے چاہا۔ تو آہستہ آہستہ باہر بھی ان مجالس میں شامل ہونا لازمی کر دیا جائیگا۔ کیونکہ

احمدیت صحابہؓ کے نقش قدم پر

ہے۔ صحابہ رضؓ سے جب جہاد کا کام لیا جاتا تھا۔ تو ان کی مرضی کے مطابق نہیں لیا جاتا تھا۔ بلکہ کہا جاتا تھا کہ جاؤ اور کام کرو۔ مرضی کے مطابق کام کرنے کا میں نے جو موقع دینا تھا۔ وہ قادیان کی جماعت کو میں دے چکا ہوں۔ اور جنہوں نے ثواب حاصل کرنا تھا۔ انہوں نے ثواب حاصل کر لیا ہے۔ اب ۱۵ سے ۴۰ سال تک کی عمر والوں کے لئے خدام الاحمدیہ میں شامل ہونا لازمی ہے۔ اور اس لحاظ سے اب وہ ثواب نہیں رہا۔ جو طوعی طور پر کام کرنے کے نتیجہ میں حاصل ہو سکتا تھا۔ بے شک خدمت کا اب بھی ثواب ہوگا۔ لیکن جو طوعی طور پر داخل ہوئے اور وفا کا نمونہ دکھایا۔ وہ سابق بن گئے۔ البتہ

انصار اللہ کی مجلس

چونکہ اس شکل میں پہلے قائم نہیں ہوئی۔ اور نہ کسی نے میرے کسی حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس لئے اس میں جو بھی شامل ہوگا۔ اسے وہی ثواب ہوگا۔ جو طوعی طور پر نیک تحریکات میں شامل ہونے والوں کو ہوتا ہے۔ میں ایک دفعہ پھر جماعت کے کمزور حصہ کو اس امر کی طرف توجہ دلا دیتا ہوں۔ کہ دیکھو

شتر مرغ کی طرح مت بنو

جو کچھ بنو۔ اس پر استقلال سے کاربند رہو۔ اگر تمہارا یہ دعویٰ ہے۔ کہ تم رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے صحابہ رضؓ کے مثیل ہو۔ تو تمہیں اپنے اندر صحابہ رضؓ کی صفات بھی پیدا کرنی چاہئیں۔ اور صحابہ کے متعلق یہی ثابت ہے۔ کہ ان سے دین کا کام حکماً لیا جاتا تھا۔ پس جب صحابہ رضؓ کو یہ اختیار حاصل نہیں تھا۔ کہ وہ دینی احکام کے متعلق کسی قسم کی چون وچرا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کریں۔ تو تمہیں یہ اختیار کس طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ یا تو یہ کہو۔ کہ حضرت مرزا صاحب نبی نہیں تھے۔ اور چونکہ وہ نبی نہیں تھے۔ اس لئے ہم صحابی بھی نہیں۔ اور نہ صحابہ رضؓ سے ہماری مماثلت کے کوئی معنے ہیں۔ مگر اس صورت میں تمہارا مقام قادیان میں نہیں۔ بلکہ لاہور میں ہوگا۔ کیونکہ وہی لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظل کامل نہیں تھے۔ جس کے لازمی معنے یہ بنتے ہیں۔ کہ جب مرزا صاحب نبی نہیں تھے۔ تو وہ صحابی بھی نہیں۔ مگر ان میں بھی شتر مرغ والی بات ہے۔ کہ وہ دعوٰی تو یہ کرتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظل کامل یعنی نبی نہیں تھے۔ مگر کہتے اپنے آپ کو صحابی ہی ہیں۔ حالانکہ اگر مرزا صاحب نبی نہیں۔ تو وہ صحابی کس طرح ہو گئے۔ چنانچہ بار بار ہمارے مقابلہ میں غیر مبائعین نے اپنے اکابر کو صحابہ کے طور پر پیش کیا ہے۔ گویا مولوی محمد علی صاحب تو صحابی بن گئے۔ مگر مرزا صاحب ان کے نزدیک "مخصوص عالم" ہی رہے۔ پس

ایسے لوگوں کا مقام لاہور ہے قادیان نہیں

ہر چیز جہاں کی ہو۔ وہیں سجتی ہے۔ ان کو بھی چاہیئے۔ کہ قادیان سے اپنا تعلق توڑ کر لاہور سے اپنا تعلق قائم کر لیں۔ پھر ہم ان کاموں کے متعلق ان سے کچھ نہیں کہیں گے۔ مگر جب تک وہ ہم میں شامل رہیں گے۔ ہم ان سے دین کی خدمت کا کام نظام کے ماتحت ضرور کرائیں گے۔ اور اگر انہوں نے اپنی اصلاح نہ کی۔ تو ہم اس بات پر مجبور ہوں گے۔ کہ ایسے کمزور لوگوں کو اپنی جماعت سے خارج کر دیں۔ میں نے متواتر بتایا ہے۔ کہ کوئی جماعت کثرت تعداد سے نہیں جیتتی۔ قرآن کریم نے بھی اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ کہ کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله (البقرہ ع ۳۳) یعنی کئی دفعہ قلیل التعداد جماعتیں کثیر تعداد رکھنے والی اقوام پر غالب آجایا کرتی ہیں۔ پس محض کثرت کچھ چیز نہیں۔ اگر اس کثرت میں ایمان اور اخلاص نہیں۔ پھر میں کہتا ہوں۔ اگر یہ لوگ ہم میں شامل ہی رہیں۔ تو کسی قوم کے مقابلہ میں بھلا ہمیں کونسی غیر معمولی فوقیت حاصل ہو سکتی ہے۔ ہندوستان میں سب سے کم تعداد سکھوں کی سمجھی جاتی ہے۔ مگر وہ بھی تیس چالیس لاکھ ہیں۔ اور ہم تو ان سکھوں کے مقابلہ میں بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ آج سے چھ سال پہلے مئی ۱۹۳۴ء میں

سردار کھڑک سنگھ صاحب

جو سکھوں کے بے تاج بادشاہ کہلایا کرتے تھے۔ یہاں آئے۔ اور انہوں نے بسراواں میں ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ قادیان میں احمدی سکھوں پر سخت ظلم کر رہے ہیں۔ اگر احمدی اس ظلم سے باز نہ آئے۔ تو قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی۔ بلکہ ان کے ایک ساتھی نے تو یہاں تک کہہ دیا۔ کہ قادیان کی اینٹیں سمندر میں پھینک دی جائیں گی۔ مجھے جب یہ رپورٹ پہنچی۔ تو میں نے ایک اشتہار لکھا۔ جس میں میں نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ کہ احمدیوں کے مظالم کی داستان بالکل غلط ہے۔ اگر آپ اس علاقہ کے سکھوں کو قسم دے کر پوچھیں۔ تو ان میں سے ننانوے فی صدی آپ کو یہ بتائیں گے۔ کہ میں اور میرا خاندان ان اور میرے ساتھ تعلق رکھنے والے ہمیشہ سکھوں سے محبت کا برتاؤ کرتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ میں نے اپنے حسن سلوک کے کئی واقعات تفصیل کے ساتھ ان کے سامنے پیش کئے۔ اسی ضمن میں مجھے یہ رپورٹ بھی ملی۔ کہ ایک احراری نے ان کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ سکھ بڑے بے غیرت ہیں۔ کہ احمدی ان کے گروؐ کو مسلمان کہہ کر ان کی ہتک کرتے ہیں۔ اور پھر بھی ان کو جوش نہیں آتا۔ میں نے ان کو سمجھایا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت کے بعد مسلمانوں کے نزدیک دنیا میں دو ہی گروہ ہیں۔ یا مسلمان یا کافر۔ اس احراری کے نزدیک باوا صاحب کو مسلمان کہنے سے ان کی ہتک ہوتی ہے۔ تو اس سے پوچھیں۔ کہ وہ باوا صاحب کو کیا سمجھتا ہے۔ اگر تو وہ مسلمان ولی اللہ سے بڑھ کر باوا صاحب کو کوئی درجہ دے۔ تو آپ سمجھ لیں۔ کہ وہ آپ کا خیر خواہ ہے۔ اور اگر اس کا یہ مطلب ہو۔ کہ باوا صاحب چونکہ بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے منکر تھے۔ اس لئے کافر تھے۔ تو آپ بتائیں۔ کہ باوا صاحب کی ہتک کرنے والا وہ ہوا یا ہم۔ ہم تو انہیں مسلمان ولی اللہ کے معنوں میں کہتے ہیں۔ اور مسلمان ولی اللہ سے اوپر مسلمانوں کے نزدیک صرف رسول اور پیغمبر ہی ہوتے ہیں۔ پس ہمارا ان کو مسلمان کہنا کسی تحقیر کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ بلکہ اس وجہ سے ہوتا ہے۔ کہ ہم ان کو ویسا ہی قابل عزت سمجھتے ہیں۔ جیسے ہمارے نزدیک مسلمان اولیاء قابل عزت ہوتے ہیں۔ ہمارا انہیں مسلمان کہنے سے یہ مقصد نہیں ہوتا۔ کہ وہ نعوذ باللہ ان ادنیٰ لوگوں کی طرح تھے۔ جو سکھوں کے گاؤں میں بستے ہیں۔ اور گو مسلمان کہلاتے ہیں۔ مگر اسلام سے انہیں کوئی دُور کا بھی تعلق نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہم ان کی دنیوی حیثیت سے ان کو مسلمان نہیں کہتے۔ بلکہ ان کو دینی لحاظ سے مسلمان کہتے ہیں۔ اور دینی لحاظ سے مسلمان کے معنے ولی اللہ کے ہوا کرتے ہیں۔ مگر عام طور پر چونکہ سکھوں کے گاؤں میں مسلمان کمیں ہوا کرتے ہیں۔ اور دنیاداروں کی نگاہ میں کمین حقیر خیال کئے جاتے ہیں۔ اس لئے وہ خیال کر لیتے ہیں۔ کہ جیسے ہمارے گاؤں کے کمین مسلمان ہیں۔ ویسا ہی مسلمان یہ ہمارے باوا صاحب کو سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ہم اس نقطۂ نگاہ سے انہیں مسلمان نہیں کہتے۔ بلکہ مسلمان کا لفظ ان کے ولی اللہ ہونے کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ اگر آپ کو یہ لفظ بُرا محسوس ہوتا ہے۔ تو آپ ہی بتائیں۔ کہ ہم انہیں کیا کہیں۔ ہمارے نزدیک تو مسلمانوں کے سوا جتنے لوگ ہیں۔ سب کافر ہیں۔ اور دو ہی اصطلاحیں مسلمانوں میں رائج ہیں۔ یا کافر کی اصطلاح یا مسلمان کی اصطلاح۔ اگر باوا صاحب مسلمان بمعنے ولی اللہ نہیں۔ تو دوسرے لفظوں میں وہ نعوذ باللہ کافر اور خدا سے دُور تھے۔ اب آپ ہی سوچ لیں۔ کہ باوا صاحب کو مسلمان کہنے سے ان کی ہتک ہوتی ہے۔ یا ان کو مسلمان نہ کہنے سے ان کی ہتک ہوتی ہے۔ احرار کا تو اس اعتراض سے یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ احمدی باوا صاحب کی تعریف کیوں کرتے ہیں۔ مگر سکھ ناواقفیت کی وجہ سے یہ خیال کر لیتے ہیں۔ کہ احرار ان کی تائید کر رہے ہیں۔ اور احمدی انہیں گالی دے رہے ہیں۔

میں نے جب یہ اشتہار شائع کیا۔ تو چونکہ وہ آدمی سمجھدار تھے۔ اس لئے انہوں نے دوسرے ہی دن جلسہ گاہ میں سٹیج پر کھڑے ہو کر لوگوں سے کہا۔ کہ تم نے مجھے سخت ذلیل کرایا ہے۔ کیونکہ جو باتیں تم نے مجھے بتائی تھیں۔ وہ اور تھیں۔ اور جو باتیں اس اشتہار میں لکھی ہیں۔ وہ بالکل اور ہیں۔

میرا منشا اس مثال سے یہ ہے۔ کہ باوجود اس بات کے کہ سکھ تمام قوموں میں سے کم ہیں۔ پھر بھی وہ اپنے آپ کو اتنا طاقتور سمجھتے ہیں۔ کہ انہوں نے ایک موقع پر ہمیں یہ نوٹس دے دیا۔ کہ وہ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ اور ایک نے تو یہاں تک کہہ دیا۔ کہ قادیان کی اینٹیں سمندر میں پھینک دی جائیں گی۔ تو قومی لحاظ سے

غیر اقوام کے مقابلہ میں ہم

پہلے ہی تھوڑے ہیں۔ پھر اگر ان منافق طبع لوگوں کو اپنی جماعت سے نکال دینے پر بھی ہم تھوڑے ہی رہتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ رہنے سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ جب ان کا وجود دوسرے لوگوں کے لئے مضر ثابت ہو رہا ہو۔ انہیں جماعت سے خارج نہ کیا جائے۔ لیکن اگر خدا کے رسولوں کی جماعتیں کثرت تعداد کی بنا پر نہیں۔ بلکہ خدا کی نصرت اور اس کی مدد کے ساتھ جیتا کرتی ہیں۔ تو اس صورت میں خواہ یہ لوگ نکل جائیں۔ پھر بھی گو ہم موجودہ وقت سے تھوڑے ہو جائیں گے۔ مگر شکست نہیں کھا سکتے۔ ممکن ہے۔ پیغامی یہ کہنا شروع کر دیں۔ کہ پہلے تو اپنے زیادہ ہونے کو صداقت کی دلیل قرار دیتے تھے۔ اب کہتے ہیں۔ کہ تھوڑے ہو کر بھی ہم ہی حق پر رہیں گے۔ ایک ہی وقت میں یہ تمہاری دونوں باتیں کس طرح درست ہو سکتی ہیں۔ سو انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ میری

دونوں باتیں درست ہیں

جب میں یہ کہتا ہوں۔ کہ ہم تھوڑے ہو کر بھی شکست نہ کھائیں گے۔ اس وقت بھی میں ایک حقیقت بیان کرتا ہوں۔ اور جب میں کہتا ہوں۔ کہ ہم زیادہ ہیں۔ اسلئے حق پر ہیں۔ تو اس وقت بھی میں ایک حقیقت بیان کیا کرتا ہوں۔ ہم تھوڑے ہیں غیر اقوام کے مقابلہ میں۔ اور ہم زیادہ ہیں اس لحاظ سے کہ نبی کی جماعت کی اکثریت ہمارے ساتھ ہے۔ پس جب میں نے یہ کہا۔ کہ ہم تھوڑے ہو کر بھی شکست نہیں کھا سکتے۔ تو اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کا زیادہ حصہ ہم سے الگ ہو جائے گا۔ اور قلیل حصہ ہمارے ساتھ رہ جائے گا۔ کیونکہ جماعت کی اکثریت بہر حال ہمارے ساتھ رہے گی۔ اور یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ نبی کی جماعت کی اکثریت گمراہ ہو جائے۔ اگر کسی وقت اکثریت کو غلطی لگے۔ تو وہ غلطی پر قائم نہیں رہ سکتی۔ بلکہ چند دنوں میں ہی اسے غلطی کی اصلاح کا موقعہ مل جاتا ہے۔ جیسا کہ صحابہ رضؓ کے زمانہ میں حضرت علی رضؓ کی خلافت کے عہد میں ہوا۔ پس میں نے اپنے آپ کو تھوڑا دنیا کی اور اقوام کے مقابلہ میں قرار دیا ہے۔ اور میں نے یہ نہیں کہا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت قلیل رہ جائے گی۔ کیونکہ جب تک جماعت کے دلوں میں نور ایمان باقی ہے۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ اسکی اکثریت بگڑ جائے۔ پھسلنے والے پھسلینگے۔ گرنے والے گریں گے۔ اور جدا ہونے والے جدا ہوں گے۔ مگر اکثریت پھر بھی ہمارے ساتھ ہی رہے گی۔ پس پیغامی یا ان کے گماشتے مصری میرے ان الفاظ سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اکثریت ہمارے ساتھ ہے۔ اور انشاء اللہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے گی۔ اگر بعض منافق یا کمزور طبع لوگ اپنی ایمانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کمزوری کا ثبوت دیتے ہوئے ہم سے الگ ہو جائیں گے۔ تو وہ پھر بھی اکثریت قرار نہیں پائینگے بلکہ اکثریت ہمارے ساتھ رہے گی۔ اور وہ ہمارے مقابلہ میں تھوڑے ہی رہیں گے۔ کیونکہ نبیوں کی جماعتوں کے اندر شروع زمانہ میں منافق اور فتنہ و فساد پیدا کرنے والے لوگ تھوڑے ہوتے ہیں۔ اور مومن زیادہ ہوتے ہیں۔ پس جب میں اپنے متعلق تھوڑے کا لفظ بولتا ہوں۔ تو اس سے مراد یہ نہیں ہوتی۔ کہ ہم احمدی کہلانے والوں کے مقابلہ میں تھوڑے ہیں۔ بلکہ غیر اقوام مراد ہوتی ہیں۔ اور میرا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ ہم ان کے مقابلہ میں بالکل قلیل ہیں۔ لیکن احمدی کہلانے والے غیر مبائعین کے مقابلہ میں ہم زیادہ ہیں۔ اور زیادہ ہی رہیں گے۔ انشاء اللہ۔

پس میں اس خطبہ کے ذریعہ جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو پوزیشن ہم نے دیانتداری کے ساتھ تسلیم کی ہوئی ہے۔ ہمیں اس کے مطابق اپنے اعمال میں بھی تغیر پیدا کرنا چاہیئے۔ اسی طرح صحابہ رض کی جو پوزیشن ہمارے نزدیک مسلم ہے۔ وہی پوزیشن ہمیں اختیار کرنی چاہیئے۔ صحابہ رض کی پوزیشن یہ تھی۔ کہ انہیں حکم دیا جاتا۔ اور وہ فوراً اطاعت کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ اور یہی پوزیشن ہماری ہونی چاہیئے۔ جو شخص یہ پوزیشن اختیار نہیں کرتا۔ ہم یہ تسلیم نہیں کر سکتے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امتی نبی مانتا ہے۔ کیونکہ امتی نبی ماننے کا یہ لازمی نتیجہ ہے۔ کہ جو کچھ صحابہ رض نے کیا۔ وہی ہم کریں۔ اور اگر کوئی شخص صحابہ رض کے سے کام نہیں کرتا۔ تو اس کے متعلق یہی کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آزاد نبی مانتا ہے۔ اس صورت میں اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہم جسے مسیح موعود تسلیم کرتے ہیں۔ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی ہے۔ ہم کسی ایسے شخص پر ایمان لانے کے لئے تیار نہیں۔ جو اپنے آپ کو مستقل نبی قرار دے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی سے آزاد ہو کر نبوت کا دعویٰ دنیا کے سامنے پیش کرے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی نہیں کہتے۔ کہ مرزا صاحب نبی نہیں تھے۔ کیونکہ آپ کو خدا نے بھی نبی قرار دیا۔ اور اس کے رسول نے بھی نبی قرار دیا۔ اور ہمارے نزدیک ایسا شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کو کلیتہً تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے۔ وہ خدا کو بھی جھوٹا کہتا ہے۔ اور خدا کے رسول کو بھی جھوٹا کہتا ہے۔ اسلئے ان کا راستہ اور ہے۔ اور ہمارا راستہ اور۔

پس میں قادیان کی جماعت کو آئندہ

تین گروہوں میں تقسیم

کرتا ہوں۔

اول۔ اطفال احمدیہ ۸ سے ۱۵ سال تک

دوم۔ خدام الاحمدیہ ۱۵ 〃 ۴۰ 〃 〃

سوم۔ انصار اللہ۔ ۴۰ 〃 اوپر تک

ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنی اپنی عمر کے مطابق ان میں سے کسی نہ کسی مجلس کا ممبر بنے۔ خدام الاحمدیہ کا نظام ایک عرصہ سے قائم ہے۔ مجالس خدام الاحمدیہ بھی قائم ہیں۔ البتہ انصار اللہ کی مجلس اب قائم کی گئی ہے۔ اور اس کے عارضی انتظام کے طور پر مولوی شیر علی صاحب کو پریذیڈنٹ اور مولوی عبد الرحیم صاحب درد ایم۔ اے۔ خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب اور چودھری فتح محمد صاحب کو سیکرٹری بنایا گیا ہے۔ یہ اگر کام میں سہولت کے لئے مزید سیکرٹری یا اپنے نائب مقرر کرنا چاہیں۔ تو انہیں اس کا اختیار ہے۔ ان کا فرض ہے۔ کہ تین دن کے اندر اندر مناسب انتظام کر کے ہر محلہ کی مسجد میں ایسے لوگ مقرر کر دیں۔ جو شامل ہونے والوں کے نام نوٹ کرتے جائیں۔ اور پندرہ دن کے اندر اندر اس کام کو تکمیل تک پہنچایا جائے۔ اس کے لئے قطعاً اس بات کی ضرورت نہیں۔ کہ وہ محلوں میں پھر کر لوگوں کو شامل ہونے کی تحریک کریں۔ بلکہ وہ مسجد میں بیٹھ رہیں۔ جس نے اپنا نام لکھانا ہو۔ وہاں آجائے۔ اور جسکی مرضی ہو۔ ممبر بنے۔ اور جس کی مرضی ہو نہ بنے۔ جو ہمارا ہے۔ وہ آپ ہی ممبر بن جائے گا۔ اور جو ہمارا نہیں۔ اسے ہمارا اپنے اندر شامل رکھنا بے فائدہ ہے۔ پندرہ دن کے بعد مردم شماری کر کے یہ تحقیق کی جائے گی۔ کہ کون کون شخص باہر رہا ہے۔ اگر تو کوئی شخص دیدہ دانستہ باہر رہا ہوگا۔ تو اسے کہا جائے گا۔ کہ چونکہ تم باہر رہے ہو۔ اسلئے اب تم باہر ہی رہو۔ مگر جو کسی معذوری کی وجہ سے شامل نہ ہو سکا ہوگا۔ اسے ہم کہیں گے۔ کہ گھر کے اندر تمہارے تمام بھائی بیٹھے ہیں۔ آؤ اور تم بھی ان کے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ اس طرح

پندرہ دن کے اندر اندر

قادیان کی تمام جماعت کو منظم کیا جائے گا۔ اور ان سے وہی کام لیا جائے گا۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے لیا گیا۔ یعنی کچھ تو اس بات پر مقرر کئے جائیں گے۔ کہ وہ لوگوں کو تبلیغ کریں۔ کچھ اس بات پر مقرر کئے جائیں گے۔ کہ وہ لوگوں کو قرآن اور حدیث پڑھائیں۔ کچھ اس بات پر مقرر کئے جائیں گے۔ کہ وہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کریں۔ کچھ اس بات پر مقرر کئے جائیں گے۔ کہ وہ تعلیم و تربیت کا کام کریں۔ اور کچھ بزکیہم کے دوسرے معنوں کے مطابق اس بات پر مقرر کئے جائیں گے۔ کہ وہ لوگوں کی دنیوی ترقی کی تدابیر عمل میں لائیں۔ یہ پانچ کام ہیں۔ جو لازماً ہماری جماعت کے ہر فرد کو کرنے پڑیں گے۔ اسی طرح جس طرح جماعت فیصلہ کرے۔ اور جس طرح نظام ان سے کام کا مطالبہ کرے۔

جو شخص کسی واقعی عذر کی وجہ سے شامل نہیں ہو سکتا۔ مثلاً وہ مفلوج ہے۔ یا اندھا ہے۔ یا ایسا بیمار ہے۔ کہ چل پھر نہیں سکتا۔ ایسے شخص سے بھی اگر عقل سے کام لیا جائے۔ تو فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ مثلاً اسے کہہ دیا جائے۔ کہ اگر تم کچھ اور نہیں کر سکتے۔ تو کم سے کم دو نفل روزانہ پڑھ کر جماعت کی ترقی کے لئے دعا کر دیا کرو۔ پس ایسے لوگوں سے بھی اگر کچھ اور نہیں تو دعا کا کام لیا جا سکتا ہے۔

درحقیقت دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں۔ جو کوئی نہ کوئی کام نہ کر سکے۔ قرآن کریم سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیا میں وہی شخص زندہ رکھا جاتا ہے۔ جو کسی نہ کسی رنگ میں کام کر کے دوسروں کے لئے اپنے وجود کو فائدہ بخش ثابت کر سکتا ہے۔ اور ادنیٰ سے ادنیٰ حرکت کا کام جس میں جسمانی محنت سب سے کم برداشت کرنی پڑتی ہے۔ دعا ہے۔ ہاں بعض کے کام بالواسطہ بھی ہوتے ہیں۔ جیسے پاگل نہ دعا کر سکتے ہیں۔ اور نہ کچھ اور کام کر سکتے ہیں۔ ایسے لوگ صرف عبرت کا کام دیتے اور لوگ انہیں دیکھ کر نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ مگر ایسا معذور میرے خیال میں قادیان میں کوئی نہیں۔ لیکن یہ لوگ بھی اتنا کام تو ضرور کر رہے ہیں۔ کہ لوگوں کے لئے عبرت کا موجب بنے ہوئے ہیں۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ جماعت کے دوست اپنے مقام کو سمجھتے ہوئے ایسے رنگ میں کام کریں گے۔ کہ ان میں سے کوئی بھی

باغیوں کی صف میں

کھڑا نہیں ہوگا۔ اگر کوئی شخص ان مجالس میں سے کسی مجلس میں بھی شامل نہیں ہوگا۔ تو وہ ہرگز جماعت میں رہنے کے قابل نہیں سمجھا جائے گا۔ پس ان مجالس میں شامل ہونا درحقیقت اپنے ایمان کی حفاظت کرنا اور ان ذمہ واریوں کو ادا کرنے کا عملی رنگ میں اقرار کرنا ہے۔ جو خدا اور اس کے رسول کی طرف سے ہم پر عاید ہیں۔ اور خدا اور اس کے رسول نے جو احکام دیئے ہیں۔ ان کے نفاذ اور اجراء میں حصہ لینا صرف میرا فرض نہیں۔ بلکہ ہر شخص کا فرض ہے۔ آخر میں نے (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول بنا کر نہیں بھیجا تھا۔ نہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری مظہر بنا کر بھیجا۔ نہ صحابہ رض کو میں نے بنایا۔ اور نہ تم کو میں نے بنایا۔ یہ خدا کا کام ہے جو اس نے کیا۔ میرا کام تو صرف ایک مزدور کا سا ہے۔ اور میرا فرض ہے۔ کہ خدا نے جس فقرہ کو جہاں رکھا ہے۔ وہاں اسکو رکھ دوں۔ پس میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ بلکہ میں وہی کچھ کہتا ہوں۔ جو خدا نے کہا۔ اگر کوئی شخص اسے تسلیم نہیں کرتا۔ تو اسے ثابت کرنا چاہیئے۔ کہ وہ بات خدا نے نہیں کہی۔ ورنہ وہ میرا انکار نہیں کرتا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا انکار کرتا ہے۔

حال میں ایک دوست کی طرف سے سوالات موصول ہوئے ہیں۔ جن کا جواب اطلاع عام کے لئے شائع کیا جاتا ہے:۔ اول۔ پراویڈنٹ فنڈ کی جمع شدہ رقم پر جو سود سرکار دیتی ہے۔ کیا اسے اپنے اوپر صرف کیا جا سکتا ہے۔

الجواب۔ سود خواہ کسی قسم کا ہو۔ اسلام میں جائز نہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض ایسی سودی رقوم جو بعض وجوہات سے لینی پڑتی ہیں۔ ان کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ کہ انہیں اشاعت اسلام میں صرف کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اسلام اسوقت اضطراری حالات میں ہے۔ مگر یہ اجازت مختص الزماں ہے۔

دوم۔ چندہ خاص یا دیگر ہنگامی چندے اصل تنخواہ پر دینے چاہئیں یا لازمی چندے منہا کرنے کے بعد ادا کئے جاویں۔ الجواب:۔ نظارت ہذا کی طرف سے جب کبھی چندہ خاص یا کسی دیگر ہنگامی چندے کی شرح عاید کی جاتی ہے۔ تو چندہ دہندگان کی اصل آمد کے مدنظر لگائی جاوے۔ اسلئے قطع نظر دیگر چندوں کے اس حساب کا بھی اصل آمد پر ہونا چاہیئے۔ مثلاً اگر کسی کی -/۱۰۵ روپیہ تنخواہ ہے۔ اور -/۱۵ روپیہ حصہ آمد ادا کرتا ہے۔ تو چندہ خاص -/۱۰۵ روپیہ پر ہی لیا جائیگا نہ کہ -/۹۰ روپے پر۔

سوم۔ اگر پراویڈنٹ فنڈ وغیرہ کا سود ناجائز ہے۔ اور انسان اس کو اپنی ذات پر خرچ نہیں کر سکتا۔ تو ایسی سودی رقم کو کیا کرنا چاہیئے۔ الجواب:۔ مرکز میں ایسی سودی رقوم کے لئے "اشاعت اسلام" کی مد موجود ہے۔ اسلئے ایسی تمام رقوم اس مد میں داخل خزانہ مرکزی کرنی چاہئیں۔ اور کسی شخص کو ازخود صرف کرنے کی اجازت نہیں۔ (ناظر بیت المال)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن!

کوئی ہے جو جواب دے؟

(۱) ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے لکھا ہے کہ:-

"دیکھو باپ یعنی حضرت مسیح موعود تو دنیا میں ایمان ثریا سے واپس لانے کے لئے تشریف لائے تھے۔ اور بیٹا یعنی میاں محمود احمد صاحب ایمان کو ثریا پر واپس بھیجنے کی فکر میں ہیں"۔ (پیغام صلح ۲۱ر جولائی ۱۹۳۷ء)

(۲) پھر حال ہی میں مولوی محمد علی صاحب نے لکھا۔ کہ:-

"میاں صاحب صریح ایک نئے دین کی بنیاد ڈال رہے ہیں"۔ (پیغام صلح ۱۳ر اپریل ۱۹۴۰ء)

(۳) بلکہ ایک نے تو یہاں تک گندہ دہنی سے دریغ نہ کیا۔ کہ:-

"قادیانی خلیفہ محمد رسول اللہ صلعم کا بدترین دشمن ہے"۔ (پیغام صلح ۳ر اگست ۱۹۳۷ء)

(۴) اور اب ایک تازہ مضمون میں مولوی محمد علی صاحب نے لکھا ہے۔ کہ:-

"جس طرح پولوس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مذہب کو بدل دیا۔ اسی طرح جناب میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کے مذہب کو بدل دیا ہے"۔ (پیغام صلح ۱۷ر جولائی ۱۹۴۰ء)

مَیں نے ۱۹۳۷ء میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے مندرجہ بالا بیان پر اور پھر سال رواں میں ۲۸ر اپریل ۱۹۴۰ء کے "فاروق" میں بھی ایک سوال کیا تھا۔ اور اب چونکہ پھر مولوی محمد علی صاحب نے لکھا ہے۔ اس لئے مَیں پھر غیر مبایعین سے گذارش کرتا ہوں۔ کہ وہ براہ کرم اس سوال کے جواب کی طرف توجہ فرماویں۔

کہ اگر مندرجہ بالا چاروں حوالجات میں مذکورہ امر درست اور صحیح ہے۔ کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ معاذ اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے "بدترین دشمن" ہیں۔ اور آپ ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈال رہے ہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اگر ایمان کو ثریا سے واپس لانے آئے تھے۔ تو ان کے صاحبزادے اس "ایمان کو ثریا پر واپس بھیجنے کی فکر میں ہیں"۔ اور اگر واقعی بقول مولوی محمد علی صاحب "جناب میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کے مذہب کو بدل دیا ہے"۔ تو اسجگہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ جناب مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں رسالہ ریویو اردو میں ایک مضمون لکھا تھا۔ اور اس مضمون میں انہوں نے بہاء اللہ ایرانی کے بیٹے کے متعلق "عباس کی تعلیم" کے زیر عنوان بہاء اللہ ایرانی کے دعوےٰ کے خلاف ایک دلیل یہ پیش کی تھی۔ کہ:-

"بہاء اللہ کی اس سے بڑھ کر ناکامی اور کیا ہوگی۔ کہ اسی کا بیٹا جو اسکی جگہ پر خلیفہ ہوا۔ اس کے مذہب کا ستیاناس کر رہا ہے۔ سچ ہے۔ کلمة طيبة كشجرة طيبة اصلها ثابت وفرعها في السماء تؤتي اكلها كل حين باذن ربها ومثل كلمة خبيثة كشجرة خبيثة اجتثت من فوق الارض ما لها من قرار" (رسالہ ریویو اردو ماہ اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۳۷)

اور جناب مولوی محمد علی صاحب جماعت مبایعین کا ذکر کرتے ہوئے پیغام صلح ۷ر جولائی ۱۹۴۰ء میں یہ بھی فرما چکے ہیں۔ کہ:- "ایک نئے دین کی بنیاد رکھی جا رہی ہے۔ اس میں اور بہائیت میں کوئی زیادہ فرق نہیں"۔

سو اگر مولوی محمد علی صاحب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور دیگر غیر مبایعین کے عقائد کی روشنی میں جناب مولوی محمد علی صاحب کی ریویو اردو میں بیان کردہ دلیل کے الفاظ میں بہاء اللہ کی جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اسم مبارک رکھ کر کوئی معترض وہی دلیل یوں پیش کرے۔ تو اس کا غیر مبایعین اور ان کے امیر کے پاس کیا جواب ہے۔ یعنی "حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی اس سے بڑھ کر ناکامی اور کیا ہوگی۔ کہ انہی کا بیٹا جو ان کی جگہ پر خلیفہ ہوا۔ ان کے مذہب کا ستیاناس کر رہا ہے الخ"

امید ہے کہ مولوی محمد علی صاحب خصوصاً اور دیگر غیر مبایعین عموماً اس دلیل کا ضرور رد کریں گے ورنہ......

مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین اور اُن کے رفقاء

کا

وصیت حضرت مسیح موعود اور حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رض کی مسلمہ وصیتوں سے انحراف

فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَمَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

جو شخص وصیت کو سُنکر بدل دیتا ہے۔ تو اس کا گناہ (گناہ کے نتائج اور وبال) انہی پر ہوگا۔ جنہوں نے وصیت کو بدل دیا ہے۔ بیشک اللہ تعالےٰ سُننے والا ہے۔ سب مطالب وصیت کرنے والوں کے اور جاننے والا ہے کارروائیاں تبدیل کرنے والوں کی۔ (رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۹۰۷ء شائع کردہ مولوی محمد علی صاحب)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آخری وصیت جو حضور نے اپنی وفات کی خبر پا کر اڑھائی سال وفات سے پہلے ۲۰ر دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع فرمائی۔ اس کے صفحہ نمبر ۵ پر آپ فرماتے ہیں۔ "غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) ایسے وقت میں جبکہ نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا ہو جاتا ہے۔ اور دشمن زور میں آجاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں۔ کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی۔ اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں۔ اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ اور تب خدا تعالےٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا۔ جبکہ آنحضرت صلعم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے۔ اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالےٰ نے حضرت ابوبکر صدیق کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔ اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا۔ اور اس وعدہ کو پورا کیا۔ جو فرمایا تھا۔ وليمكنن لهم دينهم الذي ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ ......

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی۔ غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی۔ جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا۔ تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی"۔ (رسالہ الوصیت صفحہ ۶)

اب حضور کے اس واضح ترین ارشاد میں مندرجہ ذیل امور اظہر من الشمس ہیں:-

(۱) حضور کے وصال کے بعد آپ کی جانشین قدرت ثانیہ ہوگی۔

(۲) قدرت ثانیہ سے مقصود خلافت ہے۔ جیسا کہ حضور نے فرمایا۔ (خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھلایا)

خوشتر آں باشد کہ سِرّ دلبراں
گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

یعنی حضرت صاحب نے اپنے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خلافت کو منہاج نبوت پر یا بالفاظ دیگر بروزی خلافت کو اس رنگ میں بیان فرما دیا ہے۔ نیز خلافت کی اہمیت کو قدرت ثانیہ کے الفاظ سے مؤکد فرمایا ہے۔

(۳) قدرت ثانیہ کا ظہور آنحضرت صلعم کی بروزیت کاملہ کے سلسلہ میں دائمی بلا انقطاع تاقیامت ہے۔ (کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی مجبو! مبارک ہو

حمائل شریف بطرز لیسرنا القرآن مترجم جس کا لفظی ترجمہ علامہ جناب حافظ روشن علی صاحب اور مولانا محمد اسماعیل صاحب سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان رضی اللہ عنہما نے فرمایا تھا۔ جس کا پہلا ایڈیشن کئی سال سے ختم ہو گیا تھا۔ اور مدت سے دوست اس مترجم حمائل شریف کے متلاشی اور انتظار میں تھے۔ لہذا ان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اس کا دوسرا ایڈیشن نہایت عمدگی سے لکھائی اور چھپائی اور سفید بڑھیا کاغذ لگا کر چھاپا گیا ہے۔ اور جس کی جلد پر سنہری ٹھپہ ہے۔ جسکی پہلے قیمت تین روپیہ تھی۔ اب باوجود گرانی کاغذ کے اصلی قیمت عہ ہے۔ اور صرف یکم اگست ۱۹۴۰ء لغایت ۱۵ ستمبر ۱۹۴۰ء تک یعنی ڈیڑھ ماہ کے لئے رعایتی قیمت ۲/عہ ہے۔ احباب جلدی سے خرید لیں۔ ورنہ تیسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

قرآن مجید مترجم معہ تفسیری نوٹ

قرآن مجید مترجم مجلد بڑا سائز جس کا ترجمہ لفظی اور بطرز لیسرنا القرآن ہے۔ جو کہ منظور شدہ نظارت تالیف و تصنیف ہے۔ جس کی جلد پر سنہری ٹھپہ ہے۔ کاغذ سفید بڑھیا جس کا ہدیہ پہلے مبلغ دو روپے تھا۔ اب باوجود گرانی کاغذ کے صرف ایک روپیہ سات آنہ۔ اعلیٰ کاغذ جلد مراکو قیمت تین روپیہ۔ اور بڑھیا کاغذ جلد خالص چمڑا تین روپیہ آٹھ آنہ۔ رنگین کاغذ مجلد جسکی جلد پر سنہری ٹھپہ ہے۔ جسکا ہدیہ پہلے مبلغ دو روپے چار آنہ تھا۔ اب صرف بعض احباب کی فرمائش پر ۱۲/عہ کر دیا ہے۔ تاکہ غریب بھی خرید سکیں۔

حمائل شریف مترجم جس کا علامہ سید محمد سرور شاہ صاحب نے بامحاورہ ترجمہ کیا ہے۔ جسکی جلد پر سنہری ٹھپہ ہے۔ ہدیہ رنگین کاغذ ۱۵/ اور سفید بڑھیا کاغذ عہ۔ چند نسخے موجود ہیں۔

حمائل شریف معریٰ بطرز لیسرنا القرآن قیمت عہ مجلد عکسی حمائل شریف جسکی جلد ولایتی ہے جس کے کنارے سنہری جسکی جلد پر سنہری ٹھپہ ہدیہ صرف ایک روپیہ۔ یہی عکسی حمائل شریف درمیانی جلد ۹/ اور معمولی جلد ۸/ **محقق** بجائے عہ کے ۱۲/عہ صرف آٹھ نسخے ہیں۔ سلسلہ کتب اسلام ہر پنج حصہ جو کہ منظور شدہ نظارت تالیف و تصنیف و منظور کردہ نظارت تعلیم و تربیت ہے۔ اور یہ کتابیں مدرسہ احمدیہ قادیان اور گرلز ہائی سکول میں پڑھائی جاتی ہیں۔ مکمل سٹ عہ/ مجلد ۱۲/عہ ان کے علاوہ ہائی سکول کی کتابیں و خلاصہ جات محمد عنایت اللہ تاجر کتب

فاروق کے چار نایاب خاص نمبر

جن نئے خریداران فاروق کے پاس فاروق کے مندرجہ ذیل خاص نمبر نہیں ہیں۔ وہ بلا تامل یہ خاص نمبر منگا کر محفوظ رکھیں۔ جو ہمیشہ ان کی آئندہ نسلوں کے کام آنے والے اور خود ان کو خلافت ثانیہ کی عظمت و شان کا پتہ دینے والے ہونگے۔ یہ پرچے ایک ماہ کے واسطے جن کی اصل قیمت ۱۲/ ہے رعایتی قیمت صرف نو آنے (۹/) معہ محصول ڈاک پر مل سکتے ہیں۔ شائقین نو آنے کے ٹکٹ ڈاک ایک ایک پیسہ والے یا ایک ایک آنہ والے بھیج کر دفتر فاروق سے طلب کریں۔

(۱) **فتنہ احرار اور گورنمنٹ**:۔ احرار اور گورنمنٹ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے چار تاریخی خطبے جن کا ہر ایک احمدی کے پاس رہنا اور پڑھنا ضروری ہے۔ معہ واقعات احراری کانفرنس جو قابل دید ہیں۔

(۲) **فتنہ مصری**۔ جدید فتنہ مصری کے مفصل حالات اور مکمل روئداد جو حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہٖ نے ۲۶ جون ۱۹۳۷ء کو فخر الدین ملتانی کے اخراج از جماعت کے سلسلہ میں مسجد اقصیٰ میں فرمائی۔

(۳) **ثنائی نمبر**۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری مکذب کے آخری فیصلہ پر سیر کن بحث فاروق کے دو نمبروں نومبر ۱۹۳۶ء و مئی ۱۹۳۷ء میں شائع کی گئی ہے۔ قابل دید۔

(۴) **تحریک جدید نمبر**۔ فاروق کا یہ خاص پرچہ نہایت مفید ہے۔ جسمیں تحریک جدید کے متعلق نہایت لاجواب اور مکمل واقعات اور مطالبات و دیگر ضروری امور پر مختلف بزرگان سلسلہ کے زبردست مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ فاروق کے یہ چار خاص نمبر ہر ایک احمدی دوست جن کے پاس یہ پرچے نہیں ہیں۔ اور وہ ان تمام حالات سے ناواقف ہیں۔ منگا کر پوری واقفیت حاصل کرے۔ (مینیجر فاروق قادیان دارالفضل)

تڑپ رہی ہیں دعائیں مری اثر کے لئے

(از مکرم خانصاحب ذوالفقار علی خاں گوہر)

رہین منت و احسان ہوں درد سر کیلئے
اٹھا رکھے تھے جو ہم نے خدا کے گھر کے لئے
ہیں مشکلات بہت میرے نامہ بر کے لئے
یہ بے نیازیاں کب تک رہیں گی چشم کرم
ہزاروں دام بچھائے ہوئے ہیں شاہد حسن
کہاں میں اور کہاں ان کی بزم ناز مگر
سلامت آپ رہیں خون آرزو ہے بہت
تمہاری پلکوں کے بھالے تمہارے تیر نظر
ہزاروں دیدۂ دل فرش راہ ہیں پیارے
تم آنا چاہو تو ہے کون روکنے والا
کمال شوق سے ہوتی ہیں منزلیں آسان
جھلک دکھا کہ ہو یہ تیرہ خاکداں روشن
علاج اور جنوں کا۔ جنون ہے یہ بھی
ہے مرنے والے کی آنکھوں میں حسرت دیدار

جنہوں نے بخشی ہے یہ ملک عمر بھر کے لئے
وہ سجدے وقف ہیں اب تیرے سنگ در کیلئے
الٰہی ریڈیو دیدے کوئی خبر کے لئے
تڑپ رہی ہیں دعائیں مری اثر کے لئے
بجاؤ عنقا ہے اب طائر نظر کے لئے
بٹھا رکھا ہے مجھے تو نظر گذر کے لئے
ذخیرہ کافی ہے سینہ میں چشم تر کے لئے
وہ میرے دل کیلئے یہ مرے جگر کے لئے
اب اور چاہیئے کیا تیری رہ گذر کے لئے
وگرنہ کافی ہے وسعت اگر مگر کے لئے
ہر ایک راہرو ہر ایک راہبر کے لئے
کہ ایک شمع بھی کافی ہے ایک گھر کے لئے
طبیب چاہیئے ایک اور چارہ گر کے لئے
کہ زاد راہ بھی کچھ چاہیئے سفر کے لئے

اسی کو ملتا ہے۔ گوہر۔ اسی کو ملتا ہے
کہ جس صدف کا کھلا ہو شکم گہر کے لئے

تحریک جدید اور بیرون ہند کی جماعتیں

تحریک جدید سال ششم کے جہاد کبیر میں حصہ لینے والے احباب کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ان کے وعدہ کی رقم ۱۵ راگست تک پوری ہو جائے۔ تا ان کا نام بھی دعا کے لئے پیش ہو جائے۔ ہندوستان کی جماعتوں اور افراد کے علاوہ بیرون ہند کے احباب بھی اسی دھن میں ہیں۔ چنانچہ ممباسہ سے میاں اللہ دتا صاحب گنائی سیکرٹری مال تحریک جدید نے بابو محمد عالم و محمد افضل صاحب کا ۳۰۰/-/- شلنگ اور بابو محمد یوسف صاحب کمپالہ نے ۲۷۵/-/- شلنگ ارسال کر دیا ہے۔ اور ڈاکٹر احمد الدین صاحب افریقہ نے ۱۵۰/-/- شلنگ کی رقم بذریعہ تار ارسال کی ہے۔ تا وقت کے اندر مرکز میں وصول ہو جائے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔

بیرون ہند کے دوسرے افراد بھی یہ توجہ تمام اپنا وعدہ ۱۵ راگست تک اپنی مقامی جماعت میں ادا کر لیں۔ تا ان کے نام بھی حضور کے پیش ہو سکیں۔ والسلام

خاکسار برکت علی خاں فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

درخواستہائے دعا

(۱) مکرمی منشی محمد عبد اللہ صاحب مینیجر دار الصناعت قادیان احباب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ ان کے ایک عزیز قریشی محمد اقبال صاحب اسسٹنٹ ماسٹر شاہدرہ کا چھوٹا لڑکا جاوید احمد دو ماہ سے بیمار ہے۔ عزیز موصوف کی صحتیابی و درازی عمر کے لئے دعا فرمائیں۔

(۲) چودھری فتح محمد صاحب ٹہالوی راولپنڈی سے لکھتے ہیں۔ کہ ان کی شیر خوار دختر بعمر سوا سال ۲۵ جولائی کو فوت ہو گئی ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ احباب دعا نعم البدل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ والدین کو صبر جمیل عطا کرے۔

(۳) مکرمی نذیر احمد صاحب منہاس علاقہ بہاولپور سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ ان کے دو بچے عتیق احمد منیر احمد بیمار ہیں۔ اول الذکر بہت کمزور ہو گیا ہے۔ احباب دردِ دل سے انکی صحت کاملہ اور درازی عمر کے لئے دعا فرما کر ثواب حاصل کریں۔

شکریہ احباب۔ ملک میر محمد صاحب نوشہرہ سے ان تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ان کے لڑکے ملک بشیر احمد صاحب کے انجینئرنگ کالج لاہور میں داخل ہونے کے لئے دعا فرمائی۔ وہ خدا کے فضل سے داخل ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ۔ اب آئندہ بھی احباب امتحانات میں کامیابی کی دعا فرما کر مزید شکریہ کا موقعہ بخشیں۔

سکیم منظوم تحریک جدید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(از جناب رحمت اللہ صاحب شاکر)

مخالف کر رہے ہیں کوششیں ہم کو مٹانے کی
بپا ہے چارسُو طوفان شورش کا عداوت کا
مصائب کی گھٹائیں چھا رہی ہیں ناتوانوں پر
شیاطیں حملہ آور ہو رہے ہیں احمدیت پر
خدا ضائع نہیں کرتا کبھی اپنی جماعت کو
یہ وعدہ ہے خدا کا مومنوں سے اور بشارت ہے
فدائی جان و دل سے گر رہو شمعِ خلافت کے
کریگا ایسے موقع پر خدا خود رہنمائی پھر
رکھے پیشِ نظر ہر احمدی حکمِ خداوندی
خلافت سے عقیدت میں کمی ہرگز نہ آنے دو
کوئی چون و چرا حکمِ خلیفہ میں نہیں جائز
خلیفہ حکم دے تو شوق سے تم آگ میں کودو
چلو تم دھار پہ تلوار کی گر وہ یہ فرمائے
اگر دے حکم تو چپ چاپ مار اور گالیاں کھاؤ
کرو قربان ہر اک پیار کو تم اس پیارے پر
غرض سمجھو نجاتِ اخروی اسکی اطاعت میں
ہمارے چارسُو گو آج ظلمت اور اندھیرا ہے
خلافت سے رہے لیکن اگر ہم یونہی وابستہ
نفاق و اختلاف و بغض و کینہ سب سے برگشتہ
یقیں جانو ہمارے واسطے پھر کامیابی ہے
امیر المومنین ہر ایک مومن کو بلاتے ہیں
ہیں گو الفاظ ان کے حکم اللہ کے سناتے ہیں
امیر المومنین کا حکم ہے ہر مرد و عورت کو
جو ہر دم سامنے رکھتے ہیں اپنے عہدِ بیعت کو
تمدن میں کرو سب کر سکو جتنی بھی آسانی
کرو ہرگز نہ استعمال کھانا ایک سے زائد
مریض اور مہماں کے واسطے گرچہ اجازت ہے
ضرورت سے زیادہ کوئی کپڑے اب نہ بنواؤ
خریدے اب نہ عورت کوئی کپڑا محض بہانے پر
پرانا توڑ کر بھی تم نیا بنوا نہیں سکتے
نہیں تم کو اجازت لیس و فیتہ کے لگانے کی
بیاہ شادی پہ بھی مدِ نظر رکھو کفایت کو
نہیں ممنوع ہیں بالکل اگرچہ زیور اور کپڑے
ولیمہ تم کرو لیکن صحابہ رضہ سے جو ثابت ہے
نہ بیکار فرنیچر کے تم ہو دلدادہ و شیدا

چراغِ نورِ حق کو منہ کی پھونکوں سے بجھانے کی
کھلا ہے آج ہر دروازہ فتنے کا شرارت کا
مظالم ہو رہے ہیں روز و شب ہم خستہ جانوں پر
الٰہی رحم کر تو احمدِ مرسل کی امت پر
تباہی سے بچاتا ہے ہمیشہ وہ صداقت کو
حفاظت کے لئے ہم نے مقرر کی خلافت ہے
یقیناً ہونگے ضامن ہم تمہاری ہر حفاظت کے
جو دشمن ہیں وہ ہو جائیں گے بالکل خائب و خاسر
سعادت ہے یہی دارین کی یہ ہی خردمندی
اگر جاتی ہو جاں اس راہ میں تو اسکو جانے دو
یہی نکتہ کرے گا دین و دنیا میں تمہیں فائز
مسرت سے سمندر میں اگر ہو حکم جا ڈوبو
اگر ایمان ہے دل میں تو ابرو پر نہ بل آئے
اشارہ ہو تو بڑھ کر تختۂ سُولی پہ چڑھ جاؤ
نچھاور کر دو ہر اک چیز کو ادنیٰ اشارے پر
نہاں سمجھو خدا کا حکم اسکی ہر ہدایت میں
اگرچہ دشمنوں نے ہر طرف سے ہم کو گھیرا ہے
مثالِ دانۂ تسبیح اک رشتے میں پیوستہ
خلیفہ کی اطاعت کے لئے ہر آں کمر بستہ
عدو کے واسطے دونوں جہاں میں پھر خرابی ہے
حفاظت کے طریقے کھول کر سب کو بتاتے ہیں
وہی مومن ہیں جو ایمان دل سے ان پہ لاتے ہیں
سمجھتے ہیں جو ایمانوں کی اپنے قدر و قیمت کو
نہیں جو بھولتے ہیں احمدیت کی حقیقت کو
زیادہ سے زیادہ کر سکے تا قوم قربانی
یہ پابندی کرو تم اپنے دستر خوان پر عائد
ضروری شرط ان کے واسطے لیکن دیانت ہے
لباس سادہ پہنو اور سادہ ہی غذا کھاؤ
کوئی ضائع کرے پیسہ نہ اب زیور بنانے پر
کوئی گوٹا کناری گھر میں اب تم لا نہیں سکتے
تعیش اور تفریحات کے نزدیک جانے کی
لٹاؤ زیور و کپڑے پہ مت تم مال و دولت کو
مگر بہتر ہے دو گر لڑکیوں کو نقد ہی پیسے
مروج ان دنوں ہے جو مصیبت اور آفت ہے
کہ جز اسراف کے اس سے نہیں کچھ فائدہ اصلا

سنیما اور سرکس تھیٹر میں کوئی مت جائے
کرو کوشش معالج ہو تمہارا احمدی بھائی
دوا دارو میں تم گرچہ کرو ہرگز نہ کوتاہی
بنو محنت کے عادی اور جفاکش ایسے بن جاؤ
مٹا ڈالو تمیزِ آقا و مزدور کی یکسر
مٹا کر باہمی جھگڑوں کو تم اب ایک ہو جاؤ
جماعت میں کوئی بیکار اب رہنے نہیں پائے
پڑھے لکھے جواں ہمت کریں باہر نکل جائیں
تعلق تا ہو مستحکم ہمارا سارے ملکوں سے
جنہیں توفیق ہو وہ قادیاں میں بھیجدیں بچے
دلانا چاہیں جو تعلیم اعلیٰ چاہیئے اُن کو
جو پنشن لے چکے ہیں دوست وہ اب قادیاں آئیں
زیادہ سے زیادہ دوست اب مرکز میں آ جائیں
کرو کوشش کہ تا ریزرو فنڈ مضبوط ہو جائے
پوزیشن جن کو حاصل ہے کوئی میدان میں آئیں
مبلغ ہوں مناظر ہوں کریں جلسوں میں تقریریں
ملازم وقف کر دیں تین ماہ تبلیغ کی خاطر
غرض یہ ہے کہ جب فرصت ملے باہر چلے جائیں
بلاتے ہیں امیر المومنیں ایسے جوانوں کو
جہاں بھیجیں امیر المومنین فوراً چلے جائیں
خلیفہ چاہتا ہے اک جماعت ایسی ہو جائے
جو مجبوری کے باعث اتنی قربانی سے گھبرائے
اسی سے وضع ہو جائیں گے چندے اور حصے بھی
مسلسل کرتے جائیں تین سالوں تک یہ قربانی
یہ ممکن ہے ملے پھر جائیداد اتنی ہی قیمت میں
نئی راہیں حفاظت کی کئی حضرت نے کھولی ہیں
ہے اک مد دس ہزاری اور اک پندرہ ہزاری ہے
جو دے سکتے ہیں ہر اک مد میں سو سو چاہیئے دینا
نہ ہو ہمت تو سب مدات میں ہی ایک سو دیدو
نہ ہو توفیق اتنی بھی تو سب میں تیس دے دینا
کمیٹی ڈال لیں یہ تنگدستوں کو رعایت ہے
یہ چندہ ہے فقط اک سال کا مدِ نظر رکھو
عمل کرنا نہ ان باتوں پہ گرچہ گنہگاری ہے
جو شامل ہونا چاہیں اس میں اپنے نام لکھوائیں

نہ دیکھو ان کو کوئی مفت بھی گر تم کو دکھلائے
یونہی پیٹنٹ چیزوں کے بنو ہرگز نہ شیدائی
مگر یہ نامناسب ہے کہ نسخے کھاؤ تم شاہی
کرو سب کام اپنے ہاتھ سے اس میں نہ شرماؤ
کہ ذہنیت نہ ہو گی کوئی مہلک اس سے بھی بڑھ کر
نہ صُلح کرنے میں بھائی سے اپنے آپ شرماؤ
ملے جو کام بھی وہ شوق سے اس پر ہی لگ جائے
کما کر کھائیں اور اسلام کو بھی ساتھ پھیلائیں
خصوصاً ایشیا کی حکمراں آزاد قوموں سے
کہ تا وہ بن کے نکلیں اس جگہ سے احمدی سچے
رکھیں مدِ نظر وہ سلسلہ کی ہر ہدایت کو
کریں اسلام کی خدمت خدا سے اسکا پھل پائیں
وطن کو چھوڑ کر اپنے مکاں اس جا پہ بنوائیں
خلیفہ کا یہ فرماں ہے کہ پچیس لاکھ ہو جائے
وہ تبلیغ و اشاعت کے لئے تیار ہو جائیں
اور اس کے ساتھ تعلیمِ جماعت کی بھی تدبیریں
اسی طرح زمیندار اور صناع اور پھر تاجر
ہدایت جو ملے مرکز سے پابند اس کے ہو جائیں
جو کر دیں تین سالوں کے لئے وقف اپنی جانوں کو
مصائب لاکھ پیش آئیں مگر ہرگز نہ گھبرائیں
جو ہر ماہ اپنی آمد کا تہائی جمع کروائے
وہ چوتھا پانچواں حصہ ہی ہر ماہ جمع کروائے
وظائف بھی اگر دیتے ہیں اور پھر ان کے صدقے بھی
پھر اس کے بعد مل جائینگی سب رقمیں بآسانی
یہ ہو سکتا ہے مل جائے رقم نقدی کی صورت میں
مقابل پر کئی مدات چندوں کی بھی کھولی ہیں
علاوہ ان کے ہے پچیس سو یہ لطفِ باری ہے
نہیں تو تھوڑا تھوڑا سب میں اور بس اک میں سو دینا
نہ یہ بھی ہو سکے تو سب میں دے کر ساٹھ حصہ لو
پھر اس سے کم بھی ہو سکتا ہے کوئی چاہے جو دینا
نہ طاقت پر بھی جو شامل ہو یہ اسکی شقاوت ہے
رکھو جاری خلیفہ گر کہے پھر تین سال اس کو
مگر اسکیم یہ ساری کی ساری اختیاری ہے
امیر المومنیں کو اطلاع وہ اسکی پہنچائیں

تمدن جس کا پہلے ہی ہوا ایسا وہ بھی شامل ہو
گنواؤ کیوں وہ نیکی مفت میں شاکر جو حاصل ہو

تحریک جدید کے سالانہ جلسے

چونکہ حسب الارشاد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ ۱۱؍ اگست کو تحریک جدید کے سالانہ جلسے ہر جماعت میں منعقد ہوں گے۔ جن میں تحریک جدید کے تمام مطالبات پر عمل کرنے کی مزید تحریک کی جائیگی۔ اور تحریک جدید کے موعودہ چندہ کی ادائیگی کی خاص کوشش ہو رہی ہوگی۔ اسلئے اس پرچہ میں تحریک جدید کے مطالبات نظم میں مندرجہ بالا شائع کر دیئے ہیں۔ جس کو آسانی سے یاد کر لیں۔

مفت اگر آپ کے پیارے بچے کو ٹھنڈی پڑ گئی ہو۔ ہرے پیلے دست آتے ہوں۔ بچہ دودھ الٹ دیتا ہو۔ تالو نرم پڑ گیا ہو۔ کان بہتے پڑ گئے ہوں۔ گردن سوکھ گئی ہو۔ بچہ نہایت کمزور اور نڈھال [illegible] ڈاکٹروں اور حکیموں کی کوششیں لاحاصل ہو رہی ہوں۔ تو انڈین پوڈر کی صرف دو تین خوراکیں بچہ کو دے کر خدا کی قدرت کا ملاحظہ کریں۔ قیمت ایک روپیہ نمونہ ایک آنے کا ٹکٹ آنے پر مفت
ریسٹورین طاقت اور امساک پیدا کرنے کی حیرت انگیز دوا ہے۔ قیمت دو روپیہ۔
پتہ:- ریسٹورین لیبارٹری قادیان - پنجاب -

[illegible] مولوی عطاء اللہ [illegible] فاضل پرنٹر و پبلشر [illegible] فاروق [illegible] قادیان سے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی سرور ہی ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا)

اب غیر مبائعین کے امیر صاحب معہ اپنے معاونین خدا کو حاضر ناظر کرکے فرماویں۔ کہ مندرجہ بالا وصیت کی تعمیل انہوں نے متفق اللفظ واللسان ہو کر ساری جماعت سمیت ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو کس طرح کی تھی۔ ملاحظہ ہو ضمیمہ اخبار الحکم ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جنازہ پڑھے جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان واقربا حضرت مسیح موعود باجازت حضرت ام المؤمنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی۔ اور جسکی تعداد اس وقت بارہ سو تھی۔ والا مناقب حضرت حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ کو اپنا جانشین اور خلیفہ قبول کیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ معتمدین میں سے ذیل کے اصحاب موجود تھے۔

مولانا سید محمد احسن صاحب۔ صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب۔ جناب نواب محمد علی خاں صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب مولوی محمد علی صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب۔ خلیفہ رشید الدین صاحب و خاکسار خواجہ کمال الدین۔ خواجہ کمال الدین پلیڈر۔ سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ۔

اور نیز مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مندرجہ رسالہ الوصیت ہم احمدیان جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں۔ اس امر پر صدق دل سے متفق ہیں۔ اول المہاجرین حضرت حاجی حافظ مولوی حکیم نور الدین صاحب جو علم اور التقی ہیں۔ اور حضرت امام کے سب سے زیادہ مخلص اور قدیمی دوست ہیں۔ اور جن کے وجود کو حضرت امام علیہ السلام اسوۂ حسنہ قرار فرما چکے ہیں۔ جیسا کہ آپ کے شعر سے

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

ظاہر ہے۔ کے ہاتھ پر احمد کے نام پر ہر احمدی جماعت موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔ (یہ اعلان جماعت کے بہت سے سربر آوردہ لوگوں کی طرف سے فرداً فرداً ہر ایک کے دستخط کے ساتھ ہوا تھا۔ جس میں مولوی محمد علی صاحب بھی تھے۔ یہ تحریر جو بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء کے بدر میں بغرض اعلان شائع کی گئی تھی۔ ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بطور درخواست پیش کی گئی تھی)

اور پھر حضرت ممدوح کی بیعت خلافت ہو چکنے کے بعد اخبار بدر کے پرچہ مذکورہ بالا میں ہی جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے بحیثیت سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ اسی بارہ میں حسب ذیل اعلان شائع کیا تھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق ...... جناب حکیم نور الدین صاحب کو اپنا جانشین اور خلیفہ قبول کیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ...... یہ خط بطور اطلاع کل سلسلہ کے ممبران کو لکھا جاتا ہے۔ کہ وہ اس خط کو پڑھنے کے بعد فی الفور حضرت حکیم الامۃ خلیفۃ المسیح والمہدی کی خدمت بابرکت میں بذات خود یا بذریعہ تحریر حاضر ہو کر بیعت کریں۔"

چنانچہ اسکی مزید تصدیق ہی صدر انجمن احمدیہ کے I ممبر حضرت سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی اپنی تقریر جلسہ سالانہ ۲۶ دسمبر ۱۹۰۸ء میں فرماتے ہیں۔ (صفحہ ۷۸ رپورٹ صدر انجمن احمدیہ ۸-۱۹۰۷ء)

حضرت خلیفۃ المسیح سیدنا و مولانا مولوی نور الدین صاحب جیسے صدر مجلس کی صدارت میں خدمات اسلام کا ادا ہونا آپ خود غور فرما سکتے ہیں۔ کہ کیا کیا نتائج پیدا کرنے والا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ وصیت جو آپ نے وصال سے پیشتر ہی فرما دی تھی۔ ہمارے لئے اس قدرت ثانیہ کی بشارت دینے والی ہے۔ جو اس میں ذکر کی گئی ہے۔ اب قدرت ثانیہ کا جو مظہر اول ہمارے درمیان قائم ہوا ہے۔ وہ حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود ہے۔ اور محض خدا کے منشاء سے یہ انتخاب ہوا ہے۔

پھر اسی سال جلسہ سالانہ کی تقریر میں II ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب فرماتے ہیں:۔

"ہمارے حضرت حاجی الحرمین شریفین مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح نے حضرت ابوبکرؓ کا پورا پورا نمونہ دکھایا۔ اور سب کچھ دنیا کا چھوڑ کر ہمارے سامنے اس زمانہ میں جبکہ دنیا اسباب پرستی میں ایسی گرفتار ہے۔ کہ آج کل شرک کا بت ہی بس یہ اسباب کہنے چاہئیں۔ گھر سے بے گھر ہو کر اسلام کی خاطر اور اسکی رضا جوئی کے قادیان میں آئے۔" (رپورٹ جلسہ صفحہ ۹۵)

III اس کے علاوہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جو آج کل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے خلاف مضامین لکھنے میں پیش پیش ہیں۔ اپنی وصیت جو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح اول کے عہد مبارک میں ۲۹ جنوری ۱۹۰۹ء میں لکھ کر حوالہ مجلس کارپرداز کی۔ اور جو اس وقت منظور ہو چکنے کے بعد اب ان کی بیعت خلافت سے انکار کی وجہ سے منسوخ ہو چکی ہے۔ اس میں ڈاکٹر صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں:۔

"نیز اگر میرے مرنے کے بعد میری اولاد ذکور واناث نابالغ رہ جائیں۔ تو ان کی تعلیم و تربیت وغیرہ کا انتظام بطور گارڈین کے خلیفۂ وقت سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سرپرستی میں کیا جائے۔ العبد دستخط بشارت احمد عفی عنہ اسسٹنٹ سرجن بھیرہ۔ ڈاکٹر یعقوب بیگ اور سید حامد شاہ صاحب اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن۔

مندرجہ بالا ہر سہ اصحاب کی تحریرات سے واضح ہے۔ کہ سب جماعت نے حضرت مسیح موعود کی رسالہ الوصیت کے مطابق حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ کو خلیفۃ المسیح اول تسلیم کرکے بیعت خلافت کی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے دس روز پہلے ۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو عصر کے قریب کاغذ اور قلم دوات منگائی۔ اور لیٹے لیٹے جماعت کو آخری وصیت لکھی۔ جس کا مضمون یہ تھا:۔

"خاکسار بقائمی ہوش و حواس لکھتا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ میرے بچے چھوٹے ہیں ہمارے گھر میں مال نہیں۔ ان کا اللہ حافظ ہے۔ ان کی پرورش یتامیٰ اور مساکین سے نہیں۔ بلکہ کچھ قرضہ حسنہ جمع کیا جاوے۔ لائق لڑکے ادا کریں۔ یا کتب اور جائیداد وقف علی الاولاد ہو۔ میرا جانشین متقی ہو۔ ہر دلعزیز۔ عالم باعمل۔ حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی درگذر کو کام میں لاوے۔ میں سب کا خیر خواہ تھا۔ وہ خیر خواہ رہے۔ قرآن و حدیث کا درس جاری رہے۔ والسلام

نور الدین ۴ مارچ ۱۹۱۴ء

جب آپ نے وصیت لکھی۔ مولوی محمد علی صاحب بھی پاس بیٹھے تھے۔ حضور نے لکھ کر ان کو دی۔ اور کہا۔ کہ اسے پڑھ کر لوگوں کو سنا دو۔ پھر دوبارہ اور سہ بارہ پڑھوائی۔ اور پھر دریافت فرمایا۔ کہ کیا کوئی بات رہ تو نہیں گئی۔ اب ان ہر دو مسلمہ وصیتوں کی موجودگی میں کیا مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء بتلا سکتے ہیں۔ کہ اب عرصہ ۲۶ سال کا گذر چکا ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وصایا کی خلاف ورزی کرتے ہوئے انہوں نے کسی کو خلیفۃ المسیح تسلیم نہیں کیا۔ اور اب خود امیر غیر مبائعین (خلافت ثانیہ) بن کر اپنی ہی شائع کردہ رپورٹ صدر انجمن احمدیہ سال ۸-۱۹۰۷ء کے مطابق گنہگار بن رہے ہیں۔

چنانچہ اس رپورٹ کے صفحہ ۳۳ پر آپ فرماتے ہیں۔ "اس رسالہ (الوصیت) میں حضرت اقدس کی آخری وصیت و نصیحت کل جماعت احمدیہ کے لئے اور اس کے حرف حرف پر عمل کرنا ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ معمولی مسلمان کی وصیت کو جو شخص بدل دیتا ہے۔ اور اس پر ہو بہو عمل نہیں کرتا۔ اسکی نسبت قرآن شریف میں فمن بدلہ ما سمعہ فانما اثمہ علی الذین یبدلونہ۔ ان اللہ سمیع علیم آیا ہے۔ جس کے معنے یہ ہوئے۔ کہ جو شخص وصیت کو سن کر بدل دیتا ہے۔ تو اس کا گناہ (اور گناہ کے نتائج و وبال) انہی پر ہوگا۔ جنہوں نے وصیت کو بدل دیا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا ہے سب مطالب وصیت کرنے والوں کے اور جاننے والا ہے کارروائیاں تبدیل کرنے والوں کی۔"

لیکن جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام جیسے جلیل القدر اور آپ کے جانشین جس کو خود حضور نے حضرت ابوبکر صدیق سے مشابہت دی ہے۔ کی وصیتوں کو ایک زمانہ کے بعد بدل دیتا ہے۔ اس کا گناہ بہت بڑا ہوگا۔

ان حالات میں جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں سے ہمارا سوال یہ ہے۔ کہ وہ مندرجہ بالا وصیتوں کو جن وجوہات سے بدلنا جائز قرار دیتے ہیں۔ وہ بیان فرمائیں۔ امید ہے۔ کہ وہ ہماری درخواست کے مطابق ضرور وہ اسباب و علل بیان کریں گے۔ جن کی بناء پر وہ ماموروقت کی آخری وصیت کو پس پشت ڈال کر جماعت احمدیہ میں خلافت کے عقیدہ سے منحرف ہو گئے ہیں۔ والسلام۔

ڈاکٹر غلام مصطفےٰ میو ہسپتال لاہور

یاد دہانی

کیا آپ نے اخبار فاروق کیلئے اب تک کوئی خریدار نہیں دیا؟ کیا آپ کو معلوم نہیں۔ کہ جنگ کا اثر اخباروں پر بہت برا پڑا ہے۔ کاغذ کی قیمت ڈھائی گنی ہو گئی ہے؟ پس اسکا علاج فاروق کے واسطے خریدار پیدا کرنا ہے۔ جلد بھیجئے۔ (مینیجر)